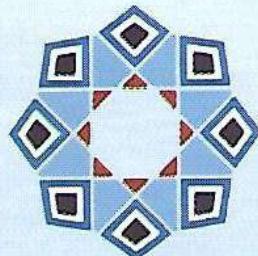


دین کی دعوت

طریقے اور پروگرام



محمد اقبال ملّا

مطبوعات ہیمن ویفیز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) نمبر  
© جملہ حقوقِ حق نامہ محفوظ

نام کتاب	:	دعوت کے پروگرام اور طریقے
مصنف	:	محمد اقبال ملا
صفحات	:	
اشاعت	:	اگست ۲۰۲۰ء
تعداد	:	۱۱۰۰
قیمت	:	- روپے
مطبوع	:	

DAWAT K PROGRAM  
AUR TARIQE (Urdu)  
By: Md Iqbal Mulla  
Pages:000  
Price: 00.00

## ترتیب

پیش لفظ

دعوتی کام کی اہمیت

مختلف طبقات میں دعوتِ دین کا طریقہ

میدیا میں دعوت

مسلمانوں کو دعوتِ دین کے لیے تیار کرنا

نوجوانوں کے لیے تربیتی پروگرام

مدعوئین کی حقیقت

دعوتِ دین کے انفرادی طریقے

۱- برادران وطن سے تعلقات

۲- برادران وطن سے گھر بیوی تعلقات

۳- ہندو سماج سے مشترک مقاصد کے لیے تعلقات قائم کرنا

۴- مختصر وقت میں دعوتی کام کے طریقے

۵- دعوت بذریعہ خط و کتابت اور میل

۶- دعوت بذریعہ سوشل میڈیا

۷- دعوت بذریعہ سیرت رسول

۸- نماز اور روزہ کا عملی مشاہدہ کرانا

۹- برادران وطن کی زبان سیکھنا

## دعوتِ دین کے اجتماعی طریقے

۱- ڈنڈ کی شکل میں ملاقاتیں

۲- عیدِ ملن پروگرام

۳- گروپ میٹنگ

۴- قرآن پروچن یا عوامی درس قرآن

۵- سیرت رسول اللہ ﷺ پر پروگرام

۶- مشترکہ فورم

۷- بک اسٹال

۸- ٹورسٹ مقامات

۹- لائبریریوں میں دعویٰ سیٹ کی فراہمی

۱۰- آٹو کشہ کے ذریعہ دعوت

۱۱- ڈائیلیگ پروگرام

۱۲- آدی باسی سماج

۱۳- محروم و مظلوم طبقات

۱۴- مسجد پر تیچیہ پروگرام

۱۵- مدرسہ وزٹ پروگرام

برادران وطن سے گفتگو کے آداب

تمہید

گفتگو کے آداب

خاتمه

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

دعوت دین ہر مسلمان کے انفرادی فریضہ کے ساتھ امت کا اجتماعی فریضہ بھی ہے۔  
دعوت دین کی اہمیت، فرضیت اور فضیلت کے سلسلے میں قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور اسوہ رسول کی رہنمائی کافی ہے۔

رسول اکرمؐ نے اپنی تیس (۲۳) سالہ پیغمبر انہ جدو جہد میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا جب آپؐ کی توجہ اس مشن سے ہٹی ہو۔ آپؐ کے بعد صحابہ کرامؐ، تابعین اور تبع تابعین اور بزرگانِ دین نے دعوتی جدو جہد جاری رکھی اور اس کے نتیجے میں بڑی بڑی فتوحات اور کامیابیاں حاصل کیں۔ ان کا دائرہ کسی ایک ملک یا براعظمنم تک محدود نہیں ہے، بلکہ مختلف براعظموں اور ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔

اگر مسلمان دعوت دین کا کام انجام دیتے تو ان کے اور مدعوین کے درمیان ایک تعلق قائم ہو جاتا اور اس طریقے سے ان کے لیے دعوت حق کی تبلیغ اور اشتاعت کا راستہ ہموار ہو جاتا۔ ایک دوسرے کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمیاں اور بدگمانیاں بھی دور ہونے کے امکانات تھے۔ لیکن افسوس کہ صورت حال اس کے برعکس ہو گئی ہے۔ ملک میں دعوت دین کا کام نہ ہونے اور مسلمانوں کی عمومی غفلت کی وجہ سے صرف اسلام ہی نہیں، بلکہ مسلمان بھی برادران وطن کے لیے اجنبی بن کر رہ گئے۔ اسلام اور مسلمانوں کے سلسلے میں غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کا ایک طوفان آگیا ہے۔ رہی سہی کسر اسلاموفobia اور سو شل میڈیا پر مسلم مخالف ہم نے پوری کر دی ہے۔ آج مسلمان ان کے نزدیک ایک حریف اور قیب قوم ہے۔ ایک ناپسندیدہ اقلیت

## دعوت کے پروگرام اور طریقے

۶

ہے۔ ان کے دستوری حقوق اور تحفظات اپنی جگہ اہم اور قابل قدر ہیں۔ لیکن اس ملک کا عمومی روایہ اور مزاج مسلمانوں کے سلسلے میں بذریعہ بدلتا جا رہا ہے۔ کیا مسلمانوں کو اس کی فکر نہیں کرنی چاہیے؟ کیا موجودہ صورت حال مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے لیے تشویش ناک نہیں ہے؟ اس کے ہوتے ہوئے مستقبل کا تصور روشنگئے کھڑے کر دیتا ہے۔ دعوت دین وہ اصل تدبیر اور راه نجات ہے، جو موجودہ حالات کو صرف مسلمانوں اور اقلیتوں ہی کے لیے نہیں، بلکہ پورے ملک کے لیے تبدیل کر سکتی ہے۔

یہ بہت خوش آئندبات ہے کہ علمائے کرام، خواتین، طالبات اور پروفیشنل نوجوانوں میں

دعوت کا جذبہ بیدار ہوا ہے اور عملًا وہ دعوت دین کا کام کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کی دینی جماعتوں، تنظیموں اور اداروں کو اپنی سرگرمیوں میں دعوت دین کو ایک ایجاد کے طور پر ضرور شامل کرنا چاہیے اور اس کے لیے سرگرم بھی ہونا چاہیے۔ انشاء اللہ وہ دن دو نہیں ہوگا جب مسلمان اس ملک میں ایک داعی گروہ کی حیثیت سے پہچانے جائیں گے۔ غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کے بادل ضرور چھٹیں گے۔

لاک ڈاؤن نے دعوت کے لیے موقع کو بہت زیادہ وسیع کر دیا ہے، آن لائن دعوتی

پروگراموں اور سوچل میڈیا کے ذریعہ دعوت کو زیادہ سے زیادہ عام کریں۔

اس کتاب میں دعوت کے وہ آسان اور عملی طریقے بتائے گئے ہیں، جو انفرادی اور اجتماعی طور پر کیے جاسکتے ہیں۔ اس سے قبل دعوت کے خطوط کار کے نام سے اس کتاب کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، رقم نے اس پر نظر ثانی کی ہے اور آئندہ اس کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن شائع ہو گا۔

دعا ہے کہ جس مقصد کے لیے اس کتاب کی اشاعت عمل میں آئی ہے اس کے حصول میں اللہ تعالیٰ اپنی مدد و نصرت شامل حال فرمائے۔

محمد اقبال ملّا

تینی دہلی

سکریٹری، جماعت اسلامی ہند، شعبہ دعوت

۲۰۲۰ء / جون ۳۰

## دعوت کام کی اہمیت

دعوت کا کام مسلمانوں کا انفرادی اور اجتماعی فریضہ ہے۔ اس فریضے کی اہمیت صرف دنیا کی زندگی کی حد تک نہیں ہے، بلکہ آخرت کی ابدی زندگی کے انجام کے حوالے سے بہت زیادہ ہے۔ دنیا کی زندگی میں مسلمانوں کے وجود کی بقا اس فریضے کے ادائیگی پر منحصر ہے۔ دنیا میں امن و امان کا قیام، عدل و انصاف کا حصول، مادی خوش حالی اور ترقی کا دار و مدار اسی فریضے کی ادائیگی پر ہے۔ مسلمانوں کے جان و مال کا تحفظ، ان کی بقا اور ترقی، ان کی سربلندی، ان کی عظمت و رفتہ اور شان و شوکت کی زندگی کے لیے اس فریضے کی ادائیگی ناگزیر ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں کو مادی شان و شوکت تمام سامان حاصل تھا۔ ان کے نام کے ڈنکے دنیا میں بجتے تھے لیکن جب انہوں نے اس فریضے کی ادائیگی کو چھوڑ دیا، اس سے بالکل غافل ہو گئے اور دنیا کو۔ اسلام سے محروم رکھا، تو قدرت نے ان کو سزا دی۔ حکومتوں کو زوال آیا۔ وہ عبرت ناک انجام سے دوچار ہوئے۔ زوال کے بعد پھر عروج ایک خواب ہی رہا، جو شرمندہ تبعیر نہیں ہوا۔

اس فریضے کے متعلق حشر کے میدان میں مسلمانوں کو جواب دینا ہو گا کہ انہوں نے برادران وطن کے سامنے قولی اور عملی زندگی سے اسلام کی دعوت دی تھی؟ اس کام میں ان سے کوئی کوتاہی اور غفلت نہیں ہوئی۔ اس دعویٰ کی حقیقت اسی وقت کھل جائے گی، جب اللہ تعالیٰ میدان حشر میں برادران وطن سے پوچھے گا کہ کیا یہ مسلمان صحیح کہہ رہے ہیں؟ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ مسلمانوں نے اسلام کی دعوت تک پہنچا دی؟ مسلمان ٹھنڈے قلب و ذہن سے غور کریں کہ آخرت میں میدان حشر ہو گا، ہول ناک سناتا ہو گا، کوئی کسی کی مدد کے لیے آگے نہیں بڑھے گا۔ ہر

دعوت کے پروگرام اور طریقے

ایک کو اپنی فکر ہوگی۔ دعوت سے غفلت اور لاپرواہی کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا عذر پیش کریں گے۔ سچی بات یہ ہے کہ اس غفلت اور لاپرواہی کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر پیش نہیں کر سکیں گے۔ اس کی باز پرس سے بنچنے کی کیا صورت ہوگی؟

اس زمین پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس کی نعمتوں کو کوئی گناہ چاہے تو یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ فرماتا ہے:

**وَإِنْ تَعْدُوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ط** (الخل: ۱۸)

”اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔“

لیکن اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اس کی سب سے بڑی نعمت اسلام ہے۔ اس کی بہت ساری نعمتیں اسی دنیا کی حد تک ہیں لیکن اسلام کی نعمت اس دنیا کے ساتھ آخرت تک کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

**أَلْيَوْمَ أَكُمْلُثُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَّتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ط** (المائدہ: ۳)

”آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے، اور تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے قول کر لیا ہے۔“

یہ دنیا کا عام اصول اور طریقہ ہے کہ انسان کے پاس کوئی اچھی چیز ہوتی ہے تو اسے دوسروں سے شیئر کرتا ہے۔ یہی انسانیت بھی ہے۔ اس کے برخلاف کوئی انسان خیر و بھلائی کو اپنی ذات تک محدود کر لے یا دوسروں کو اس سے محروم کر دے، تو یہ کھلی ہوئی خود غرضی ہے۔

اسلام پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ یہ نعمت آج جن کے پاس ہے یعنی مسلمان وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور دوسروں کے ساتھ اس نعمت کو شیئر کریں۔ یہ عمل انسانوں کے ساتھ سب سے بڑی خیر خواہی ہے۔ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ایک ناپینا سڑک پر جا رہا ہو، چند قدم کے بعد ایک بڑا اور گہرا گھر ہاسانے آجائے۔ وہ ناپینا بے خبر آگے بڑھ رہا ہو۔ کچھ لوگ قریب سے یہ سب دیکھ رہے ہوں۔ ایسے نازک موقع پر ان لوگوں کی ذمہ داری یہی ہوگی کہ آگے بڑھ کر ناپینا کا ہاتھ پکڑ لیں، محبت اور نرمی سے اسے خطرے سے آگاہ

کریں اور گڑھے میں گرنے سے بچا لیں۔ اگر وہ اس میں غفلت اور لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اس ناپینا کا ہلاکت میں پڑنا یقینی ہے۔

اس مثال کی روشنی میں آپ غور کریں۔ اس ملک میں تقریباً ۱۲۰ کروڑ انسان دین حق، آخری پنجمبر رسول اکرمؐ پر ایمان لانے اور ان کے امّتی کے شرف بننے سے محروم اس ناپینا کی طرح ہلاکت کے گڑھے (جہنم) میں گرنے کے لیے بے تحاشا آگے بڑھ رہے ہیں۔ مسلمان اگر تماثلیٰ بنے رہیں اور انھیں ہول ناک عذاب سے بچانے کے لیے کوشش نہ کریں تو کیا مجرم قرار نہیں پائیں گے؟ ناپینا کو سڑک پر آگے بڑھنے سے نہ روکا جائے تو وہ ہلاکت سے دوچار ہو گا لیکن اس ملک کے کروڑوں باشندوں کو شرک اور کفر والحاد کے باعث اگر انھیں اس سے نہیں روکا گیا تو عذاب جہنم سے دوچار ہوں گے۔ لتنا بھی انک ہے یہ انجام! کس قدر سنگ دل اور مجرم انسان ہوں گے وہ لوگ (یعنی مسلمان) جو اس انجام سے بچانے کے لیے دعوتِ دین کا کام نہ کریں۔

قرآن مجید کی درج ذیل آیات سے اس ہول ناک انجام کا نقشہ سامنے آ جاتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۝ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ  
تَشَخَّصُ فِيهِ الْأَكْبَارُ ۝ مُهْطِعِينَ مُقْبَنِعِ رُءُوسِهِمْ لَا يَرَى تُدْلِيلَهُمْ  
ظَرْفُهُمْ ۝ وَأَفْدَلُهُمْ هَوَاءُهُ ۝ وَأَنْدِيرُ النَّاسِ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ  
فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخْرَنَا إِلَى أَجَلٍ فَرِيٍّ لَا نُحِبُّ دَعْوَاتَكُمْ  
وَنَتَّبِعُ الرَّسُلَ ۝

(ابراهیم: ۳۲-۳۳)

”(اے نبی! ) آپ مت خیال کریں کہ اللہ ان کاموں سے غافل ہے جو ظالم کرتے ہیں، وہ تو انہیں صرف اس دن تک مہلت دیتا ہے جس میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی وہ سراٹھائے (محشر کی طرف) دوڑ رہے ہوں گے ان کی نگاہ اپنی طرف بھی نہ پھر سکے گی اور ان کے دل خوف سے اڑے جا رہے ہوں گے۔ لوگوں کو اس دن سے خبردار کریں جب انہیں عذاب آ لے گا تو ظالم کہیں گے، اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑی مدت تک مہلت دے (تاکہ) ہم تیری دعوت قبول کر لیں اور رسولوں کا اتباع کریں۔“

اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرنے والوں کے انجام کا آخرت میں نقشہ اس

دعوت کے پروگرام اور طریقے

طرح کھینچا گیا ہے۔

فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ ۝ مِنْ دُونِهِ ۝ قُلْ إِنَّ الْخَسِيرِينَ هُنَّ الَّذِينَ خَسِرُوا  
آنفُسَهُمْ وَآهَلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۝ إِلَّا ذُلِّكَ هُوَ الْحُسْنَىٰ أَنَّ الْمُبْتَدِئِينَ<sup>۱۵</sup>  
لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلْلُ ۝ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلْلُ ۝ ذُلِّكَ يُنَجِّوْفُ  
اللَّهُ بِهِ عِبَادَةٌ ۝ يُعَبَّادٌ فَاتَّقُونَ<sup>۱۶</sup> (آل عمران: ۱۴-۱۵)

”تم اس کے سوا جس کی چاہے عبادت کرو کہہ دیجے بلاشبہ خسارہ اٹھانے والے تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے روز قیامت اپنے آپ کو اور اپنے گھروں والوں کو خسارے میں ڈالا خبردار یہی کھلا خسارہ ہے ان کے لیے ان کے اوپر آگ کے سامبان ہوں گے اور ان کے نیچے (بھی آگ کے) سامبان ہوں گے۔ یہی وہ عذاب ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈرata ہے، الہذا میرے بندو! تم مجھی سے ڈرتے رہو۔“

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُلِ اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ مَقْتِلَكُمْ أَنْفُسُكُمْ إِذْ  
تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكُفُّرُونَ<sup>۱۷</sup> (آل المؤمنون: ۱۰)

”بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کیا، ان سے پاک کر کہا جائے گا (آن) تمہیں جتنا (شدید) غصہ اپنے آپ پر آ رہا ہے اللہ کو تم پر اس سے کہیں زیادہ غصہ اس وقت آتا تھا جب (دنیا میں) تمہیں ایمان کی طرف بلا یا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے۔“

آگے یہ بتایا ہے کہ کفر کرنے والے اتنا کریں گے کہ ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں پھر کیا اس عذاب سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہیں یہ عذاب اس وجہ سے ہے کہ بلاشبہ جب تہما اللہ کو پکارا جاتا تھا تو تم اس کی توحید کا انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جاتا تو تم اس کو مان لیتے تھے۔

عذاب کی کچھ تفصیل آگے کی آیات میں بیان کی گئی ہے جو درج ذیل ہے ان کی گردنوں میں طوق اور بیڑیاں ہوں گی جن میں جکڑ کروہ کھولتے ہوئے پانی میں گھسیٹے جائیں گے اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔

ان آیات کو پڑھنے کے بعد رو نگزے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں کفر اور شرک کا یہ

دردناک اخروی انعام ہوگا۔ یہ انعام انسان سے دور کھاں ہے اس کی موت جوں ہی ہوتی ہے وہیں سے آخرت کی زندگی کا سفر شروع ہے یا اس انعام کی طرف جانا لازمی ہے اس سے فرار ممکن ہی نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کفر اور شرک والحاد میں زندگی بسر کرنے والوں کو کون بتائے گا کہ ان کا انعام کیا ہوگا۔ ان کو آگاہ کرنے اور بتانے کی یہ ذمہ داری مسلمانوں کی ہے۔ وہ خود تو حیدر پر قائم رہیں۔ کفر اور شرک والحاد سے اپنے دامن پاک رکھیں۔ پوری قوت اور پوری جدوجہد کر کے تمام انسانوں کو کھلے میں، تہائی میں اور مجتمع میں ہر جگہ جہنم کے عذاب سے بچانے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ نِعْمَةٌ كَفُرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمْ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ<sup>⑤</sup> إِذَا الْقُوَا  
فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ<sup>⑥</sup> تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ كُلَّمَا  
الْعَيْنِ فِيهَا فَوْجٌ سَالَهُمْ خَرَنُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ<sup>⑦</sup> قَالُوا بَلِ قَدْ  
جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبُنَا وَقُلْنَا مَا أَنَّا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ<sup>⑧</sup> إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي  
ضَلَالٍ كَبِيرٍ<sup>⑨</sup> وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمِعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ  
السَّعِيرِ<sup>⑩</sup> فَاعْتَرَفُوا إِذَنِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ<sup>⑪</sup>

(الملک: ۶-۱۱)

”اور جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی براٹھ کھاتا ہے۔ جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کے دہائیں کی ہوں ناک آواز سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی، شدت غضب سے پھٹی جاتی ہوگی۔ ہر بار جب کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا، اس کے کارندے ان سے پوچھیں گے: کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں! یقیناً ڈرانے والا ہمارے پاس آیا تھا، مگر ہم نے (اس ڈرانے والے کی) تکنیب کی اور کہا کہ اللہ نے (کسی پر) کچھ بھی نہیں اتارا ہے۔ تم تو بڑی گمراہی میں ہو۔ اور وہ کہیں گے: کاش ہم سنتے یا سختے ہوتے تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنے گناہ کا اعتراف کریں گے، ان دوزخیوں پر لعنت ہے۔“

قرآن نے یہاں جس منظر کو بیان کیا ہے وہ کسی قدر دردناک اور عبرت ناک ہے۔ اس میں داروغہ جہنم کے پوچھنے پر کہ کیا کوئی اس انجام سے ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ ہاں ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔

افسوں صد افسوس آج مسلمان اپنے پڑوس، محلہ، شہر اور گاؤں کے برادران وطن کو آخرت کے انجام سے ڈرانے کا فریضہ ادا نہیں کر رہے ہیں۔ وہ مسلمان جن کے ساتھ اہل وطن کام کرتے ہیں ان کو اس انجام سے ڈراتے نہیں ہیں۔ برادران وطن ان غبی حقائق سے بالکل بے خبر اور انجام سے غافل زندگی بسر کر رہے ہیں۔

---

## مختلف طبقات میں دعوت دین کا طریقہ

دعوت کے پروگراموں اور طریقوں کے سلسلے میں کچھ تفصیلات آئندہ صفحات میں درج کی جا رہی ہیں۔ سب سے اہم پروگرام میڈیا اور ہندوستانی سماج کے مختلف طبقات (مثلاً مذہبی رہنماء۔ وکلاء۔ جسوس وغیرہ) میں کام ہے۔ اس کے لیے جو پروگرام دیا جا رہا ہے اسی پوری توجہ اور لمحپسی سے کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بہت فائدے ہیں۔  
گاؤں یا شہر کی سطح پر دعوت کے سلسلے میں درج ذیل کاموں کو سب سے اہم اور ضروری سمجھ کر انجام دیں۔

برادران وطن کے منتخب مذہبی، سماجی، تعلیمی اور سیاسی رہنماؤں سے وفد کی شکل میں ملاقات کریں۔ اس وفد میں اس شہر یا مقام کے معروف عالم دین، یا قاضی شہر، یا کسی بڑی مسجد کے امام بھی شامل ہوں۔ باوقار انداز میں وفد کے اراکین کا تعارف کرائیں۔ یہ ملاقات خیر سگالی کے طور پر ہوگی۔ وفد کی جانب سے ترجمہ قرآن مجید، سیرت رسولؐ اور اسلام کے تعارف پر کتابیں ان کو تخفے میں دیا جانا چاہیے۔

### میڈیا میں دعوت

صحافی سماج کے افراد کی رائے بناتے ہیں اور ان کی ذہن سازی کرتے ہیں۔ اسلاموفو بیا کی غلط نہم میں اکثر صحافیوں کے کردار سے سب واقف ہیں۔ اخبارات کے مدیران اور ان کے معاون اسٹاف سے ملاقات کی جاسکتی ہے۔ الیکٹرانک میڈیا میں منتخب چیلن کے ذمے داروں

## دعوت کے پروگرام اور طریقے

سے ملاقاتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے ان دعویٰ ملاقاتوں کے ذریعے ان کی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں تو یہ بہت بڑا کارنامہ ہو گا۔ کیوں کہ فی الحال مسلمان کوئی ملک گیر بڑا روزنامہ اخبار یاٹی وی چینل نہیں چلا سکتے۔ لیکن ان سے وابستہ منتخب شخصیتوں کی ذہن سازی کر سکتے ہیں۔ ایک واقعہ سے اس کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ایک بار جماعت اسلامی کے میڈیا ورک شاپ میں، ہلی کے ایک مشہور ہندی روزنامہ کے مدیر کو ایک عنوان پر اپنے خیالات سے شرکا کو مستفید کرنے کی دعوت دی گئی۔ اس ہندی روزنامہ کے ذمہ دار ان مسلم مخالف مشہور ہیں۔ مدیر نے کافی پس و پیش کے بعد پروگرام میں آنا قبول کر لیا۔ پروگرام کے بعد ناشتہ چائے کے موقع پر انہوں نے ذمہ دار ان جماعت کو بتایا کہ میں نے وہ بہت بچھکتے ہوئے اس پروگرام کو قبول کیا تھا۔ آخر وقت تک مجھے اندیشہ تھا کہ پچھلے نہیں مسلمان یا پروگرام کے نتظمین کیسا برداشت کریں۔ کیا مخالفانہ صورت پیش آئے گی۔ لیکن مرکز جماعت آکر، ورکشاپ کے شرکا کی دل چسپی اور سنجیدگی دیکھ کر اور ان کے اچھے اخلاق اور خلوص و محبت کے برداشت سے وہ بے حد متأثر ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کی طرح ہزاروں غیر مسلم عالمی تعلیم یافتہ حضرات ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں شدید غلط فہمیوں اور اندیشوں کا شکار ہیں۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ ان سے آپ حضرات کو مل کر بات کرنی چاہیے۔ ملاقات اور بات چیت سے بہت ساری غلط فہمیاں دور ہوں گی۔ نہایت ہی خوشگوار ماحول میں یہ ملاقات ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد جماعت کا ایک وفد ان کے پاس ملاقات کی غرض سے پہنچا اور ان کو ترجمہ قرآن اور ہندی کتب دی گئیں۔ انہوں نے قرآن مجید کے بارے میں بتایا کہ ان کو اس کی تلاش تھی وہ اس کا ضرور مطالعہ کریں گے۔ وفد کے ساتھ نہایت گرم جوشی سے پیش آئے اور اپنی خوشی کا بار بار اظہار کرتے رہے۔

اسی طرح یہی چینس کے مالکان اور اینکرس حضرات کا بھی معاملہ ہے۔ ان سے وفد کی شکل میں ملاقات کی جائے۔ ان کے چینل کے بعض اچھے پہلوؤں کی تعریف کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کے سلسلے میں بات کی جائے۔ ترجمہ قرآن مجید اور منتخب کتابوں کا سیٹ تحفہ دیا جائے۔ اس کے نہایت ہی خوشگوار اثرات مرتب ہوں گے۔ ان ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے۔ انہیں دینی مدارس کے خصوصی پروگراموں میں بھی مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کرنا چاہیے۔ غرض یہ کہ

برادران وطن کے مذکورہ بالا گروپس میں اس طرح کی ملاقاتوں اور گفتگوؤں کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے۔ اگر ان سب کوششوں کے نتیجے میں ان کی اسلام اور مسلمانوں کے سلسلے میں مخالفانہ سوچ بدل جائے تو آپ دیکھیں گے کہ اس کا اثر اخبارات اور ٹی وی پروگراموں پر ضرور پڑے گا۔

#### ان کے علاوہ

- مذہبی رہنمای
- پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے صحافی
- وکلاء اور باراپیوسی ایمین کے عہدہ داران
- ججس
- ادب اور شعر احضرات
- پولیس اور تھانے کے دوسرے عہدے داران
- پروفیسرس اور ٹیچرس
- مقامی ایم ایل اے، ایم پی، کار پوریشن کے عہدے داران وغیرہ سے بھی دعویٰ ملاقاتیں کی جائیں، اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے ان سے گفتگو کی جائے اور ترجمہ قرآن اور اسلامی لٹریچر مطالعہ کے لیے دیا جائے۔ اس کے اچھے نتائج سامنے آئیں گے۔

## مسلمانوں کو دعوت دین کے لیے تیار کرنا

ایک اہم کام جو ہر مقام پر مسلمانوں کے لیے نہایت ضروری ہے وہ یہ کہ امت کو فریضہ دعوت دین کی ادائیگی کے لیے تیار کرنا ہے۔ اس کام میں پہلے ہی بہت تاخیر ہو چکی ہے اب مزید تاخیر نہ کرتے ہوئے اس کے لیے مختلف انداز میں کوششوں کا آغاز کر دینا چاہیے۔ مردوں اور خواتین کے دعویٰ تربیت کا پروگرام دن بھر یا چند گھنٹوں کا رکھا جائے۔ اس پروگرام میں درس قرآن، درس حدیث اور سیرت رسولؐ کے ذریعہ دعوت کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی جائے۔ اس کے علاوہ تقاریر بھی رکھ سکتے ہیں۔ اس طرح کے پروگراموں میں ہمیشہ فیلڈورک کے لیے دو یا ڈھانی گھنٹے کا وقت فارغ رکھنا چاہیے۔ پروگرام کے شرکا کے تین تین

## دعوت کے پروگرام اور طریقے

۱۶

افراد پر مشتمل وفد اور ایک اس وفد کا ذمہ دار بنائ کر، کچھ فولڈر س اور ترجمہ قرآن مجید لے کر برادران وطن کے مختلف گروپس سے ملاقات اور گفتگو کے لیے آفسوں، تعلیمی اداروں، پولیس ٹھانوں، مذہبی رہنماؤں اور کورٹ وغیرہ میں جائیں۔ ملاقاتوں کے بعد اجتماع کی آخری نشست میں ہر وفد کا ذمہ دار اپنی کارگزاری بیان کرے۔

مسلمانوں کی دعویٰ ذہن سازی کے ان اجتماعات اور پروگراموں میں مذاہب کے تعارف کا پروگرام بھی شامل کرنا چاہیے۔ اس طرح کے پروگراموں میں مقامی اور بینوں مقام کے علمائے کرام اور دینی تنظیموں کے ذمہ داران اور سربراہان سے استفادہ کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ مردوں، خواتین، نوجوانوں اور طالبات کے لیے دعویٰ کتب کا ایک آسان کورس بنائ کر مطالعہ بھی کرانا چاہیے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ان کے اندر دعوت کے کام کرنے کا صحیح شعور اور جذبہ پیدا ہوگا۔ فیلڈ کی مشقی سرگرمی سے ان کو دعوت کے کام کی عملی ٹریننگ بھی ملے گی۔

ہر مقام کے مسلمانوں کے سامنے یہ بڑا ہدف (Target) ہمیشہ ضرور ہے کہ کم سے کم مدت میں مردوں، خواتین، طلباء اور طالبات کو دین کی دعوت کے لیے تیار کریں۔

## نوجوانوں کے لیے تربیتی پروگرام

مسلمانوں کو دعوت دین کی تیاری کے سلسلے میں موجودہ حالات میں مزید ایک اہم کام کرنا ضروری ہے۔ اسلاموفوبیا کے پروپیگنڈے کو سوشن میڈیا کے زور پر پوری قوت سے پھیلایا جا رہا ہے۔ اس کا جواب بھی اسی ذریعے سے اور موثر انداز میں دینا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں سوشن میڈیا کے ماہرین، علمائے کرام اور دعویٰ کام کرنے والوں سے مشورہ کر کے نوجوانوں کے لیے چند گھنٹوں کا تربیتی پروگرام رکھا جاسکتا ہے۔ اس پروگرام میں ایسے نوجوانوں کو شریک کیا جائے، جو سوشن میڈیا کا استعمال بخوبی جانتے ہوں۔ انہیں صرف تربیت اور رہنمائی کی ضرورت ہو کہ اسلام خالف پروپیگنڈے کا ثابت انداز سے جواب کیسے دیا جائے؟ ان کاموں کو پوری توجہ اور دل چسپی سے مسلسل کرتے رہنا چاہیے۔

دعوت دین کا کام اتنا مشکل نہیں ہے جتنا کہ مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس کام کی لذتوں اور

کیفیتوں سے وہی فرد آشنا ہوتا ہے، جو دعوت دین کی راہ میں چند قدم چلتا ہے۔ اس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک فریضہ کے طور پر عائد کیا ہے۔ رسول اکرمؐ نے اس کی بہت تاکید فرمائی ہے اور آپؐ کی مبارک زندگی اسی کام کا نمونہ ہے۔ اس راہ پر چلنے والوں کو اللہ کی تائید اور نصرت حاصل ہوتی ہے۔ ایک اہم حقیقت یہ ہے کہ مدعوئین (برادران وطن) کا ہر طبقہ اور ان کے اندر پائی جانے والی ہر برادری، کوئی بھی داعی اور دعوت سے بیزار نہیں ہیں۔ وہ توقع کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں۔ ہر خدا کی خود ساختہ دعویٰ کرنے والے کے پاس وہ خدا کو پانے کے لیے دوڑتے ہیں لیکن ان کو خدا نہیں ملتا۔ خدا کی تلاش میں ان کی روح مضطرب اور بے چین رہتی ہے۔

## مدعوئین کی حقیقت

مدعوئین کے اندر داعی یا مسلمانوں کے متعلق غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کے نتیجے میں ایک طرح کی نفرت، دوری اور بیزاری پائی جاتی ہے۔ لیکن دعوت دین کے تعارف کے بعد ان کے اندر داعی کی محبت اور احترام میں اضافہ ہوتا ہے۔ غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دور ہوتی ہیں۔ وہ داعی کو قدر اور احترام کی نظر وہ سے دیکھتے ہیں۔ انہیں مسلمانوں سے یہ شکایت رہتی ہے کہ ان کے پاس قرآن مجید اور پیغمبر حضرت محمدؐ کی عظیم زندگی کا پیغام ہے لیکن وہ قرآن مجید نہیں دیتے۔ اور حضرت محمدؐ کا تعارف نہیں کرتے اور آپؐ کی تعلیمات کو پیش نہیں کرتے۔ چنانچہ جہاں بھی مسلمانوں کی طرف سے ایسی کوششیں کی گئیں تو وہ کامیاب رہیں۔ برادران وطن ان سب سے خوش ہوتے ہیں۔ وہ تجھ اور حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ قرآن کی تعلیمات اور رسول اللہؐ کی سیرت اتنی بلند پایہ اور پاکیزہ ہیں۔ وہ منتظر رہتے ہیں کہ انہیں اسلام، قرآن مجید اور حضرت محمدؐ کی سیرت اور پیغام کے بارے میں بتایا جائے۔ غرض یہ کہ مسلمانوں کے اندر مدعوئین کے تعلق سے پہلے سے بنے ہوئے ذہن اور رویے کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔

برادران وطن کو یہ تک معلوم نہیں ہوتا کہ ترجمہ قرآن اور سیرت رسولؐ پر کتابیں کہاں ملتی ہیں؟

برادران وطن اصلاً اسلام شمن نہیں ہیں۔ بعض مواقع پر ان کی جانب سے اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی کا مظاہرہ ہوتا ہے لیکن وہ ایک محدود، عارضی اور ہنگامی کیفیت ہوتی ہے۔ ان

کی اکثریت امن پسند، شریف اور انسان دوست ہے۔ فرقہ پرست اور فسطائی ذہن کے لوگ بہت تھوڑی تعداد میں ہیں۔ اس مختصری تعداد کا حال بھی یہ ہے کہ اگر ان سے قریب ہو کر اسلام کا تعارف کرایا جائے تو وہ ضرور متاثر ہوتے ہیں۔ اپنی معلومات پر اصرار نہیں کرتے، بلکہ جو باقی میں پیش کی جاتی ہیں ان کو مان لیتے ہیں۔ برادران وطن کا خاص پہلو یہ ہے کہ اسلام کا صحیح اور جامع تعارف سامنے آتا ہے تو ان کے اندر سے نفرت اور تعصّب رفتہ رفتہ ختم ہونے لگتا ہے۔ اس کے بعد داعی پر ان کا اعتماد قائم ہو جاتا ہے اور وہ دعوت دینے والوں کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔

داعی کے سامنے یہ حقائق ہمیشہ مستحضر رہنے چاہیے کہ اسلام، قرآن اور حضرت محمدؐ سب کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم نعمتیں تنہا مسلمانوں کو عطا نہیں فرمائی ہیں، بلکہ تمام انسانوں کے لیے ان نعمتوں کو عام کر دیا ہے۔ مسلمان اس کے امین بنائے گئے ہیں۔ یہ جن برادران وطن کی امانت ہیں جلد از جلد ان تک پہنچانا ضروری ہے۔ اگر یہ کام نہیں کیا گیا تو پھر امانت میں خیانت کا جرم سرزد ہو گا۔ ان نعمتوں سے انسانوں کو محروم رکھنے کی سزا اس دنیا میں بھی مل سکتی ہے اور آخرت کا تصور کر کے تو کاپ اٹھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے بارے میں باز پرس سے حفاظت فرمائے۔

فریضہ دعوت کی ادائیگی میں داعی کی ذمہ داری کہاں تک ہے؟ اس سلسلے میں قرآن اور اسوہ رسولؐ سے رہنمائی ملتی ہے۔ داعی مختلف مرحلوں میں برادران وطن کے سامنے اسلام، توحید، رسالت، آخرت اور انسانی مساوات کا تعارف کرائے۔ ان کے عملی تقاضوں کو سمجھائے۔ شرک اور باطل مذاہب کے نقصانات اور اخروی انجام سے ان کو آگاہ کرے۔ ان کے حق میں قبولیتِ حق کی دعا کرے۔ ان سے برابر ملاقاتوں اور تعلقات کا سلسلہ برقرار رکھے۔ لیکن داعی کے ذمہ ان کے دل میں ایمان اتنا دینا یا قبولیتِ حق کا فیصلہ کر دینا نہیں ہے۔ داعی کا مقصد ان تک ہدایت پہنچا کر جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کرنا ہے۔ داعی اپنے مدعا کو جہنم کی آگ سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ دعوت دے کر اپنی ذمہ داری کو ادا کرتا ہے۔ برادران وطن پر یہ کوئی احسان نہیں ہے۔ برادران وطن کی حقیقی خیر خواہی یہی ہے کہ ان کو قول عمل، سیرت و کردار اور اخلاق کے ذریعے دعوت پہنچائی جائے۔

ان حقائق کا ایک واضح شعور داعیوں کے لیے ضروری ہے۔

## دعوتِ دین کے انفرادی طریقے

### ۱- برادران وطن سے تعلقات

دعوتِ دین کا سب سے زیادہ موثر اور کسی نتیجہ تک پہنچانے والا طریقہ یہ ہے کہ برادران وطن میں سے دو چار منتخب افراد کو پہلے دوست بنالیں۔ یہ دوستی کا تعلق مرتبے دم تک برقرار رکھنا چاہیے، دوستی کی ابتداء میں ایک دوسرے کا تعارف حاصل کر لیں۔ تعارف میں نام، رہائش، تعلیم، ملازمت، کاروبار اور پھول کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور اپنے بارے میں بھی بتائیں۔ یہ ابتدائی کام آسان اور ممکن ہے۔ جن کو آپ نے دوست بنایا ہے ان سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر دیں۔ یقین رکھیں کہ برادران وطن خود بھی مسلمانوں کی جانب سے دوستی اور ملاقاتوں کو پسند کرتے ہیں۔ ان ملاقاتوں میں جب بھی موقع ملے اسلام اور پیغمبر اسلام کی باتیں سنائیں۔ ان کے اندر دل چسپی پیدا کریں۔ مطالعہ کے لیے یہ ملکی چھلکی کتابیں اور فوٹو ڈس دیں۔ یہ پہلے ہی سے منگوا کر اپنے پاس رکھ لیں۔

اپنے حسن سلوک اور حسن اخلاق سے ان کو متاثر کریں۔ ان کی بے لوث خدمت اور انسانی حقوق کی ادائیگی میں کمی نہ ہونے دیں۔ ان کی خوشی غنی میں شریک ہوں۔ ان کے تھواروں میں شرکت کر سکتے ہیں۔ لیکن شرکیہ اعمال اور غیر اخلاقی سرگرمیوں سے الگ تھلک رہیں۔ اس پورے عمل میں آپ کی زندگی کو اسلام کا عملی نمونہ بن جائے۔ داعیوں کی سیرت و

دعوت کے پوگرام اور طریقے

کردار، اخلاق و معاملات، خدا ترسی، نرمی و محبت اور ہمدردی، بندوں کے حقوق کی ادائیگی اور فرائض و عبادات کا اہتمام برادران وطن کو بے حد متأثر کرتا ہے۔

کبھی تہائی میں موقع ملنے پر یہ بات ان سے معلوم کر سکتے ہیں کہ اسلام کا مطالعہ کرنے، ملاقاتوں اور تعلقات کے نتیجے میں اسلام اور قبول حق کے بارے میں ان کی کیا رائے بنی ہے؟ اگر ان کی رائے ثابت ہے تو آپ بتائیں کہ زندگی ایک ہی مرتبہ ملی ہے۔ موت سے پہلے کوئی ایسا فیصلہ کریں کہ جہنم کی آگ سے بچنے کا سامان ہو سکے۔ ان کے قبول حق کے لیے آپ دعا کریں۔ ان منتخب وطنی بھائیوں کو نماز کا منظر دکھانے، کبھی عید گاہ، کبھی قبرستان میں میت کی تدفین کا منظر دکھانے کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ حسب موقع ان باتوں کی تشریح کریں۔ ان سب سے وہ بے حد متأثر ہوں گے۔ یہ سب آپ نہ کر سکیں تو کبھی ملاقاتوں اور گفتگوؤں کا سلسلہ تو جاری رکھ سکتے ہیں۔ ان تمام کوششوں کے نتیجے میں اسلام ان کے دلوں میں اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہو گا۔ اسلام کے بعد وہ بہت دنوں تک اس کے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ یہی دعوت کی جھٹت ہے جو داعی کی آخری ذمہ داری ہے۔ دعوت کی جھٹت قائم کرتے ہوئے دعاوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

## ۲- برادران وطن سے گھریلو تعلقات

دعوت کے انفرادی کاموں میں ایک اہم کام داعی کا برادران وطن سے گھریلو ملاقات اور تعلقات قائم کرنا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے ان کے اندر بچپن ہی سے غلط فہمیوں اور بدگمانیاں پیدا کر کے ان کے ذہنوں کو زہر آسودہ کر دیا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں ایک داعی کا گھریلو ملاقاً تینیں کرنا بظاہر مشکل اور عجیب سالگتا ہے لیکن جہاں کبھی یہ کوشش کی گئی ہے دعوت کے حق میں بہترین نتائج سامنے آئے۔ ابتداء میں تھوڑی سی دشواری پیش آسکتی ہے۔ داعی کی سوچ اس طرح کی نہیں ہونی چاہیے کہ ایک وطنی فیملی سے تعلقات کیسے قائم کریں؟ بات کیسے کریں؟ تعلق کیسے پیدا کریں اور بڑھائیں۔ دراصل وہ خواہش مند ہوتے ہیں کہ مسلمان ان کے ساتھ گھریلو تعلقات قائم کریں۔ وہ خوش ہوتے ہیں ناراض نہیں ہوتے۔ مسلمانوں کا بے لوث

داعیانہ کردار ان کو متاثر کرتا ہے۔ گھر یا سطح پر تعلقات کے نتیجے میں مسلمانوں کا داعیانہ کردار اور گھروں میں آنے جانے سے اسلامی ماحول اور اسلامی تہذیب سے وہ گہرا اثر قبول کرتے ہیں۔ ان کی زندگی، گھر یا ماحول اور خاندان خدا پرستی سے محرومی کے باعث بے اطمینانی، سکون قلب سے محرومی اور اضطراب سے دوچار ہوتی ہے۔ اگر داعی خدمت کے جذبے سے ان کے چھوٹے موٹے کام کر دیا کریں تو ان کے ہی خواہ اور ہمدرد ہونے کی جو امتحن بنے گی اس سے دعوت کے کام میں بہت مدد ملے گی۔

جن برادران وطن سے انفرادی تعلقات ہیں ان میں سے کسی ایک کے ساتھ فیملی ملاقاتوں اور تعلقات کا سلسلہ شروع کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے داعی پہلے اپنے گھر کی خواتین کو اس کام کے تعلق سے ضروری باتیں بتائیں۔ ان کو دعوت کا مقصد اور اہمیت اچھی طرح سمجھائیں۔ اس کے بعد دونوں فیملی کے افراد کا باہم ملنا جلنا شروع کیا جائے۔ یہ واضح رہنا چاہیے کہ داعی کے گھر اور وطن فیملی کے گھر کے تمام افراد کا ملنا ضروری نہیں ہے۔ داعی کے ساتھ ان کی ماں یا ان کی اہلیہ کا ملنا جانا کافی ہوگا۔ شروع کی ملاقاتوں میں تعارف، ایک دوسرے کی تحریت اور عیدین جیسے خصوصی مواقع پر ملاقات، ممکن ہو تو کھانے، چائے، ناشتہ کے پروگرام، تخفے تھائف کا تبادلہ، مختصر فولڈر س اور کتابچے دینا چاہیے۔ خوشی اور گمی کے مواقع پر ملاقات کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے۔ اس سلسلے میں دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ شرکیہ اعمال و اقوال سے بچا جائے۔ دوسرا یہ کہ کسی غیر اخلاقی کام میں حصہ نہ لیں۔ اس سے بالکل الگ رہیں۔ ہر حال میں اسلامی حدود اور آداب کا خیال رکھتے ہوئے، اس طرح کی ملاقاتوں اور تعلقات کے بہت فائدے ہیں۔

خاص طور پر مظلوم، پسمندہ طبقات اور آدیباً سیوں خاندانوں سے ملاقاتوں اور روابط پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ دو یا تین ماہ میں ایک فیملی سے ملنا کچھ دشوار نہیں ہے۔ دین اسلام کے تعارف اور غلط فہمیوں کے ازالے کے علاوہ سماجی ہم آہنگی اور امن و امان کی برقراری کے بہت بڑے فائدے حاصل ہوں گے۔

خاندانی سطح پر برادران وطن کے ہاں آنا جانا ہونے لگے گا تو دعوت کو پیش کرنے کے

### دعوت کے پروگرام اور طریقے

موقع ضرور ملتے ہیں ان موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اس کے علاوہ گھریلو مسائل میں مشورے دینے اور حتی الوضع مسائل کے حل میں تعاون کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ شرک، مادہ پرستی اور آخرت کے تصور سے ناواقف سماج ایک سنگدل سماج ہوتا ہے۔ خود غرضی اور نفسانی کے اس ماحول میں آپ کے ہمدردی کے دوبول اور کسی برادر وطن کے حق میں شفایابی کی دعا بہت جادوئی اثر رکھتے ہیں۔ ان حالات میں برادران وطن کے ساتھ ہمدردی، خیرخواہی اور بے لوث خدمت کارو یہ اختیار کرنا دعوت دین کے حق میں بہت مفید ہے۔

### ۳۔ ہندو سماج سے مشترک مقاصد کے لیے تعلقات قائم کرنا

ہمارے ملک میں بالعموم دیکھا جاتا ہے کہ مسلمان ہندو سماج سے براۓ نام تعلقات رکھتے ہیں۔ برادران وطن بھی یہی سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کا ایک الگ سماج ہے اور ان کا مذہب دوسروں سے الگ ٹھلگ رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ مسلمانوں کی ہندوؤں اور ان کے سماج سے کوئی دل چسپی نہیں ہوتی۔ اسی طرح ملکی مسائل سے بھی ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ حالاں کہ اسلام مسلمانوں کو دیگر انسانوں اور دوسرے مذاہب اور دوسرے سماج اور سماج کے سنگین مسائل سے بے تعلق اور دوری اختیار کرنے کی تعلیم نہیں دیتا، بلکہ وہ سب کے ساتھ اپنی شناخت برقرار رکھتے ہوئے جل کر رہنے، انسانی حقوق ادا کرنے، ان کی بے لوث خدمت کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور یہ اسلامی تعلیم کا انتیازی پہلو ہے۔ مذہب، عقیدہ، رنگ و نسل اور زبان و علاقے کی بنابر اسلام کس انسان کو تحریر، نجح اور رذیل قرار نہیں دیتا۔ سب خدا کی نظر میں برابر ہیں اور رضیلت کا واحد معیار ایمان اور تقویٰ ہے۔

مسلمانوں اور برادران وطن کے سماج کے درمیان ایک اہم ترین مقصد مشترک ہے اور وہ غیر معمولی توجہ کا طالب بھی ہے۔ وہ مشترک مقصد معروف یعنی جانی بوجھی بھلا یوں کو پھیلانا اور منکرات یعنی جانی پہچانی برائیوں کو مٹانے کے لیے جل کر کوشش کرنا ہے۔

آن سماجی برائیاں (منکرات) گھر گھر عام ہوتی جا رہی ہیں۔ ان کے اثرات کیا مسلمان کیا ہندو کیا سکھ کیا عیسائی سب پر پڑ رہے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سماجی بگاڑ

اور براہیوں کی سنامی (طوفان) ہے اور اس کے آگے بند باندھنے والا کوئی نہیں۔ ایک طرح سے سب بے بس ہیں۔ ہر طرف گویا برائی کا راج ہے اور نیکی (معروف) منہ چھپاتی پھر رہی ہے۔ ایسے ماحول میں کیا اس بات کا اندر یہ شہنشہ ہونا چاہیے کہ خدا کا عذاب آتا ہے تو مسلمان بھی اس کا شکار ہوں گے۔ وہ اپنے آپ کو بچانہیں سکیں گے۔

ان حالات میں خیر پسند اور انسان دوست برادران وطن اور بعض منتخب مسلمان حضرات مل کر مقامی سطح پر سد بھاؤنا کمیٹی یا سماج سدھار سیمیتی وغیرہ نام سے اجتماعی فورم بنائیں۔ اس کا اہم مقصد معروفات کے فروغ اور منکرات کے دور کرنے کا ہونا چاہیے مثلاً شراب ایک ایسی برائی (منکر) ہے جسے سب برائی تسلیم کرتے ہیں۔ اس کو اپنے مقام یعنی شہر یا بستی سے کیسے دور کریں؟ اس کے لیے مشترکہ یا اجتماعی فورم نقشہ کار تزیب دے کر عمل کریں۔ بڑے شہروں میں بھی یہ کام ہو سکتا ہے۔ اس کو محلہ یا کالوںی اور Extension کے سطح پر کرنا ہوگا۔

### ۴۔ مختصر وقت میں دعویٰ کام کے طریقے

مختصر وقت میں اگر کسی ایک برادر وطن یا چند برادران وطن سے دعویٰ گفتگو کے موقع ملیں تو۔ ان سے کیسے فائدہ اٹھایا جائے؟ مختصر وقت سے مراد یہ کہ سفر کے دوران ٹرین یا بس میں ساتھ ساتھ بیٹھے ہیں۔ سفر چل رہا ہے۔ ایر پورٹ، اسپتال، اسٹیشن، کسی شاپنگ مال یا کسی اور جگہ ان سے مختصر ملاقات ہو سکتی ہے۔ ایسے موقع پر داعیانہ حکمت اور داعیانہ جذبے کے ساتھ دعویٰ کام ہو سکتا ہے۔ ایسے موقع کو کھونا نہیں چاہیے۔ متعدد دعاۃ سے معلوم ہوا کہ انہوں نے ایسے موقعوں پر دعویٰ کام کیا اور کامیاب رہے۔ مخاطبین نے ان کی باتوں کو پسند کیا۔ آگے بڑھے اور بات قبولیت دین تک پہنچی، یا انہوں نے وعدہ کیا کہ اسلام کا مطالعہ کریں گے، کوئی مخالفت نہیں کی۔ سفر کے موقعوں پر آپ کے پاس ترجمہ قرآن مجید، چھوٹی کتابیں اور فوٹو ڈس ضرور ہونا چاہیے۔ ان تمام موقعوں پر ان کا استعمال ہو سکتا ہے۔

سب سے پہلے تو آپ نیت کر لیں کہ سفر کے دوران اگر موقع ملato برادران وطن کو ضرور اسلام کا تعارف کرائیں گے۔ اس کے لیے ضروری چیزیں ساتھ رکھ لیں۔ سفر میں ایک ہی طرح کی

### دعوت کے پروگرام اور طریقے

صورت حال پیش نہیں آ سکتی۔ اگر مسافر کسی سماجی یا ملکی مسئلے پر گفتگو کر رہے ہوں تو آپ اجازت لے کر اس گفتگو میں شریک ہوں۔ گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے نرمی اور محبت سے اپنے خیالات پیش کریں۔ آخر میں حل خدا پر ایمان و یقین اور آخرت میں اعمال کی باز پرس پر دیں۔ پھر اس کے بعد فولڈر س پڑھنے کے لیے دیں۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مسافر خاموش بیٹھے ہوں۔ کوئی کسی سے بات نہیں کر رہا ہے۔ ایسے موقع پر آپ کے لیے مناسب یہی ہے کہ خود تعارف حاصل کریں۔ اپنا بھی تعارف کرائیں۔ اس کے ساتھ ہی گفتگو کا آغاز ہو سکتا ہے۔ مثلاً سماج میں خواتین کی آبروریزی اور زندہ جلانے کے دردناک واقعات کیسے ختم ہوں گے۔ یا کرپشن سے نجات کیسے ملے گی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ خود اپنے طور پر مسلمانوں کے بارے میں کوئی شکایت کریں۔ غرض جو بھی بات سامنے آئے اس پر اچھے انداز سے گفتگو کرنے کی ضرورت ہے۔

برادران وطن سے کی گئی ہر گفتگو کے آخر میں آخرت کی زندگی کا یقیناً ہونا، اعمال کی باز پرس اور جنت اور جہنم کے فیصلے ہونے کی باتوں پر زور دینا مناسب ہو گا۔

برادران وطن گفتگو میں دل چسپی لیتے ہیں تو اچھی بات ہے۔ ان کے فون نمبر، میل ایڈریس اور وہاں اپ نمبر لینا چاہیے۔ ان سے عارضی ملاقات کے بعد ربط قائم رکھنا چاہیے۔ ممکن ہو تو ملاقات کریں۔ غرض یہ کہ گفتگوؤں، فولڈر س یا نیٹ پر مطالعہ کے لیے مواد دے کر دین کا تعارف اور اسلامی زندگی کے بارے میں بتائیں۔ کبھی تہائی میں موقع محل دیکھ کر ان سے یہ بات بھی کریں کہ اسلام کے بارے میں آپ کی کیا ہے اور فیصلہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ عارضی اور مختصر وقت کے لیے ملنے والے موقع میں برادران وطن کے سامنے عملی اسلام اور رسول خدا کی سنتوں پر عمل کر کے بھی دعوت پیش کرنا مفید ہو گا۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ مثلاً آپ اسٹیشن یا بس اڈہ پر کھڑے ہیں۔ آپ کے ساتھ کوئی برادر وطن تہائی فیملی کے ساتھ ہے، ان کے پاس پانی نہیں ہے۔ وہ پانی تلاش کر رہے ہیں، اگر آپ کے پاس ہے تو پیش کر دیں یا کچھ اور پیش کریں۔ پھر تعارف ہو گا اور گفتگو ہو گی۔

سفر میں نماز کا وقت آجائے تو آپ نماز ادا کریں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ساتھی

برادران وطن خواہ پکھنے پوچھیں آپ خود ہی پیش قدمی کر کے بتا دیں کہ نماز دن رات میں پانچ مرتبہ جماعت کے ساتھ فرض ہے۔ سفر میں بھی نماز کا وقت ہو جائے تو ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ آپ تو حیدر سالت کی گواہی، زکوٰۃ، روزہ اور حججی عبادات کا تعارف کرائیں۔ پھر قرآن مجید کا تذکرہ کریں کہ وہ خدا کی طرف سے انسانوں کے لیے آخری ہدایت نامہ ہے۔ اگر وہ اس گفتگو میں دل چسپی لیتے ہیں اور قرآن مجید کے مطالعہ کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں تو ان کا پتہ نوٹ کر کے کوہ پیر سروں یا کسی اور ذریعہ سے انھیں قرآن مجید پہنچ دیں۔

غرض یہ کہ سفر کے دوران دعویٰ کام کے موقع ملتے ہیں، تو ان سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔

## ۵- دعوت بذریعہ خط و کتابت اور میل

جن برادران وطن سے تعارف اور کبھی بھی ملاقاتیں ہوتی ہیں یا صرف تعارف ہے لیکن وہ دوسرے شہر میں رہتے ہیں ان کو خط و کتابت اور میل کے ذریعہ دعوت کے بنیادی نکات اور اسلامی تعلیمات کا تعارف کرایا جاسکتا ہے۔ رسول اللہؐ کے بہت سارے دعویٰ خطوط کا تذکرہ سیرت کی کتابوں میں ملتا ہے۔ کتنے ہی بادشاہ، حکام اور گورنزوں نے خطوط نبویؐ کے ذریعہ ہدایت قبول کی۔ کیرلا کے ایک بادشاہ چرمونی پیرول کے بارے میں آتا ہے کہ مججزہ شق القمر دیکھ کر کیرلا سے مدینہ کا سفر کیا اور اسلام قبول کر لیا۔ مدینہ سے کیرلا واپسی کے دوران عدن کی بندرگاہ پہنچنے کے بعد وفات پا گیا۔ اپنی وفات سے قبل کیرلا کے اپنے رشتے دار راجاؤں کے نام اس نے خطوط لکھے۔ اسلام کا تعارف کرایا اور قبول اسلام کی ترغیب دی۔ چنانچہ کئی راجاؤں نے اسلام قبول کر لیا۔

سماج کے سنگین مسائل کے حل کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات کو بے طور حل پیش کرتے ہوئے مختصر اور موثر خطوط اخبارات اور رسائل میں شائع کرنے کے لیے بھیجے جاسکتے ہیں۔ اس سلسلے میں امن نیٹ اور میل سے استفادہ کیا جانا چاہیے۔

دعوت کے پروگرام اور طریقے

خطوط اور میں وغیرہ جو آپ سمجھتے ہیں ان کا باقاعدہ ریکارڈ رکھنا ضروری ہے۔ ان کے سوالات، اعتراضات یا الجھنوں کو اچھی طرح سمجھ کر داعینہ حکمت اور بصیرت سے جوابات دینے چاہیے۔

## ۶- دعوت بذریعہ سو شل میڈیا

موجودہ دور میں سو شل میڈیا پنابی یا کسی نظریہ کی دعوت عام کرنے کے لیے انسانی تاریخ کا سب سے زیادہ موثر اور مقبول ذریعہ ہے۔ رسول اکرمؐ کی پیشین گوئیوں میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ ایک زمانے میں اللہ کا دین اسلام ہر کچے کچے گھر میں داخل ہوگا (مسند احمد)۔ نیز اللہ تعالیٰ نے زمین کے مشرق اور مغرب کو سمیٹ کر رسول اکرمؐ کے سامنے کر دیا تو رسول اکرمؐ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اسلام سب جگہ پھیل گیا ہے۔ (اما طبرانی، صحیح، مسند احمد)

آج تمام دنیا میں اسلام کا چرچا ہے۔ اسلام موضوع بحث ہے۔ دنیا میں اسلام پر جتنی بحث ہو رہی ہے اتنی کسی اور بات پر نہیں ہو رہی ہے۔ اس کا اہم سب سو شل میڈیا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ایک اہم حقیقت ہے کہ اسلاموفوبیا مہم میں سب سے زیادہ رو سو شل میڈیا کا ہے۔ مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد ہے جو اسلاموفوبیا مہم کا جواب سو شل میڈیا کے ذریعہ دے رہی ہے۔ ایسے حضرات بھی ہیں جو ثابت انداز سے سو شل میڈیا کے مختلف Apps مثلاً فیس بک، وہاں اپ، یو ٹیوب، کورا، انساگرام اور ٹوٹر وغیرہ کو کامیابی سے اسلام کی دعوت کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ میرے ایک داعی دوست سو شل میڈیا پر قورا (Quora) کے ذریعہ ہندی میں سوالات و جوابات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اب تک ۳ لاکھ سے زائد سوالات اعتراضات کے جوابات دیے ہیں۔ اسی طرح فیس بک، ٹیوب اور یو ٹیوب وغیرہ کو کامیابی سے دعوت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سو شل میڈیا کے مختلف Apps کو کامیابی سے استعمال کرنے کے لیے دعویٰ مواد بہت معیاری ہونا چاہیے۔ ٹھوس دلائل اور زبان اور انداز پیش کش بہت پرکشش ہونا چاہیے۔ سو شل میڈیا کو دعویٰ مقاصد کے لیے استعمال کرنے والے داعی قرآن و سنت کا گہرا مطالعہ کریں۔ حالات حاضرہ پر گہری نگاہ رکھیں۔ برادران وطن کے رجحانات، دلچسپیوں اور

نفسیات کے بارے میں اپنی معلومات کو وسیع رکھیں اور ان میں اضافہ کرتے رہیں۔

## ۷- دعوت بذریعہ سیرت رسول ﷺ

مسلمانوں کے لیے بحثیت داعی ضروری ہے کہ زندگی کے ہر معاہلے اور ہر کام میں سنت رسول ﷺ کو اپنا سکیں اور برادران وطن کے سامنے ان کا تعارف بھی کرائیں۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل ہونے لگے تو زندگی میں ایک حسن، خاص کشش اور مقنایتی قوت کی طرح انسانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ برادران وطن کے سامنے یہ بات رکھی جاسکتی ہے کہ یہ تعلیمات اللہ کے آخری رسول حضرت محمدؐ کی ہیں۔ ان پر عمل کرنا عبادت ہے جس سے زندگی میں امن و سلامتی، سکون و اطمینان اور قلب کو راحت اور اخروی زندگی میں جنت ملے گی۔ برادران وطن کو بتانا چاہیے کہ ایسی تعلیمات ایک پیغمبر ہی کی ہو سکتی ہیں۔ یہ تعلیمات دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں۔ پیغمبر اپنی مرضی سے ایسی تعلیمیں نہیں دیتے، بلکہ اللہ کی رہنمائی سے دیتے ہیں۔ یہ رہنمائی اور تعلیمات تمام انسانوں کے لیے عام ہیں ان پر کسی قوم یا گروہ کی اجارہ داری نہیں ہے۔ ان پر عمل کرنا دراصل پیغمبر کی تعلیم پر عمل کرنے کے ساتھ گویا اللہ کی اطاعت کرنا ہے۔ ان کی خلاف ورزی صرف پیغمبر کی نافرمانی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس سے بغاوت ہے۔

فرض کیجیے آپ شدید گرمی میں کس طبقی بھائی کے گھر جاتے ہیں۔ اس وقت وہ ٹھنڈا اپنی پیش کرے تو آپ اسے پی کر تھینک یو کہیں یا شکر یہ تو کافی سمجھا جائے گا لیکن آپ پانی پی کر اللہ کی تعریف کریں، پلانے والے کاشکر یہ ادا کریں، اس کے لیے دعا کریں تو وہ حوش ہوں گے۔ جب آپ اس کی وضاحت حضورؐ کی سنت کے طور پر کریں گے تو وہ حیران رہ جائیں گے کہ اسلام کے اور مسلمانوں کے پیغمبر کی تعلیم میں پانی پی کر اللہ کا شکر ادا، اور اس کی تعریف بیان کرنا بھی شامل ہے۔

## ۸- نماز اور روزہ کا عملی مشاہدہ کرانا

برادران وطن شرک والخاد، مادہ پرستانہ ماحول کے غلبے، ایمان باللہ اور آخرت کے

یقین سے محرومی اور بعض دیگر اسباب کی بنا پر زندگی کے مصائب اور مسائل میں بہت جلد گھر جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ بہت جلد ما یوں ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ الہمینان قلب اور سکون و راحت کے حصول کا کون سا طریقہ ہے۔ ایسے برادران وطن سے ہمدردی، محبت اور خلوص کا برداشت کرتے ہوئے ان کے مسائل کے حل کے سلسلے میں مفید مشورے دیں۔ ایمان اور آخرت کی ابدی زندگی کا تذکرہ کریں۔ ان کا حوصلہ بڑھائیں چاہیے۔ اس کے ساتھ عملی تدبیر کے طور پر نماز باجماعت میں ساتھ لے کر شریک ہوں۔ اگر رمضان کا مہینہ ہے تو دو چار روزے رکھو اکر تجربہ بھی کرایا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ برادران وطن کی عبادات کے طریقوں اور سموں میں مذہب، اخلاق اور روحانیت برائے نام بھی نہیں ہے۔ جب کہ ان کو مسجد میں نماز اور دعا کے ماحول میں سکون ملتا ہے اور اس کا بہت اچھا اثر وہ قبول کرتے ہیں۔ جس مسجد میں موثر اور مفید خطبہ جمعہ ہوتا ہواں میں ان کو ساتھ لے کر نماز جمعہ میں شریک ہوں۔ جمعہ کا خطبہ، پرسکون مجع، نماز اور دعا یہ سب کسی بھی انسان کو بے حد متأثر کرتے ہیں۔ رقم نے اس کے تجربات کیے ہیں۔ روزہ جیسی عبادات کے سلسلے میں وطنی بھائیوں نے بتایا کہ ان کو بے حد اچھا لگا۔ روحانیت کی کیفیت پیدا ہوئی۔ داعی اس دوران ان کی قبول ہدایت کے لیے دعا بھی کرتے رہیں۔ ان موقعوں پر احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ برادران وطن کو اپنے ساتھ ہی رکھا جائے۔ بعض اوقات مسلمان ان کو شک کی نظر وہ سدیکھتے ہیں اور کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

## ۹- برادران وطن کی زبان سیکھنا

برادران وطن مختلف ریاستوں میں وہاں کی علاقائی زبانیں جانتے ہیں۔ انسان کو اپنی مادری یا علاقائی زبان سے ایک خاص لگاؤ ہوتا ہے۔ کسی بھی پیغام، کتاب یا مضمون وغیرہ کو وہ اپنی زبان میں زیادہ بہتر اور آسانی سے سمجھ لیتا ہے۔

حضورؐ مدنی زندگی کا معروف واقعہ ہے کہ آپؐ نے حضرت زیدؓ کو عبرانی زبان سیکھنے کی ہدایت فرمائی۔ یہودیوں پر آپؐ کو اعتبار نہیں تھا۔ حضرت زیدؓ نے صرف سترہ دنوں میں عبرانی زبان کو سیکھ لیا۔

ہمارے ملک میں جب عیسائی مشریوں نے کام شروع کیا تو انہوں نے یہاں کی زبانیں سیکھیں۔ باہم کا ترجیح کیا اور لٹڑ پر تیار کر کے عوام میں پھیلا�ا۔ مشریوں نے اس کام کو اتنے اعلیٰ پیچانے پر کیا کہئی ریاستوں میں بولیوں کو بالخصوص قبائلی علاقوں میں رسم الخط دے کر زبان بنادیا اور ان میں باہم اور دیگر لٹڑ پر منتقل کر دیا۔

آزادی کے بعد بذریعہ علاقائی زبانوں کی اہمیت میں اضافہ ہوتا گیا۔ خاص طور پر زبان کا جب رشتہ روزگار سے جوڑا جائے تو ظاہر ہے ہر کوئی اس زبان کو سیکھنا چاہے گا۔ اردو زبان میں اسلام پر بہت مدلل مضبوط اور نہایت وسیع لٹڑ پر ہے۔ مسلمانوں کو آزادی کے بعد شروع میں کہیں کہیں یہ خیال تھا کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے۔ برادران وطن کی زبانیں کافروں یا مشرکوں کی زبانیں ہیں۔ حالاں کہ زبان تو صرف خیالات کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ دعویٰ کاموں کا تقاضا تو یہ تھا کہ مختلف ریاستوں میں رہنے والے مسلمان برادران وطن کی زبانوں کو سیکھتے، تاکہ ان کی زبان میں اسلام کی دعوت پیش کی جاسکتی۔ ادھر کچھ عرصہ سے مسلمانوں کی توجہ اس جانب ہوئی ہے اور وہ مختلف علاقائی زبانوں کو سیکھ رہے ہیں۔ پورے ملک میں ایسے بہت سے مسلمانوں کا تذکرہ ملتا ہے جو ان زبانوں کے ماہرین میں شامل ہیں۔ چنانچہ نامور ادیب، شعراء و نقاد، صحافی، مصنفوں مسلمان ہیں۔ برادران وطن ایسے مسلمانوں پر بجا طور پر فخر کرتے ہیں۔ یہ گفتگو دعوت دین اور پیغام حق پہنچانے کے حوالے سے ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا آرَسْلَنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِبَلَسانٍ قَوْمَهُ لِيُبَيِّنَنَّ لَهُمْ ۝ (ابراهیم: ۳)

”ہم نے اپنا پیغام دینے کے لیے جب کبھی کوئی رسول بھیجا ہے، اس نے اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دیا ہے، تاکہ وہ انھیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھائے۔“

واضح رہے کہ داعیوں کے لیے زبان جانے کا ایک مطلب برادران وطن کی اپنی زبان میں پیغام کو کھول کر بیان کرنا ہے۔ یہ بات بس اتنی ہی نہیں ہے۔ زبان کے ساتھ ایک مخصوص کلچر، رسوم اور رواج و روایات بھی ہوتی ہیں۔ کچھ تاریخ اور مذہبی تصورات اس سے وابستہ ہوتے ہیں۔ غرض یہ کہ دعوت پہنچانے میں برادران وطن کی زبان کے ساتھ ان باتوں کی واقفیت بھی ضروری ہے۔ آج کے دور میں انٹرنیٹ کی وجہ سے ان باتوں کی بہت سہولت پیدا ہو گئی ہے۔

### دعوت کے پوگرام اور طریقے

مسلمانوں کے لیے برا در ان وطن کی زبان سیکھنے کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ کیوں کہ اس کے بغیر دعوت دین پوری طرح واضح نہیں ہوگی اور ان پر حق کی جھٹ پوری نہیں ہو سکے گی۔ مختلف ریاستی حکومتوں کی جانب سے علاقائی زبان کے آن لائن کورس چلائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ زبان سیکھنے کی کتابیں بھی شائع کی گئی ہیں۔ ان سب سے فائدہ اٹھا کر مسلمان آسانی سے برا در ان وطن کی زبانیں سیکھ کر دعوتی کام کر سکتے ہیں۔

جو مسلمان علاقائی زبان سیکھنے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو پاتے ہیں۔ وہ کم از کم ۵۰ تا ۷۰ ایسی اصطلاحات اور الفاظ یاد کر لیں جو ان سے گفتگو کے لیے ضروری ہیں۔ مثلاً وحی، رسول، ملائکہ، جنت، دوزخ، حشر، عذاب، آخرت، رسالت، شرک، توحید وغیرہ۔ ایک بار ان سب کو ترتیب سے نوٹ کر لیں اور اس کے بعد یاد کر لیں۔ اس کی مدد سے بھی دعوتی گفتگو ہو سکتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ زبان سیکھ لیں۔ آج کے دور میں مشکل نہیں ہے۔

---

## دعوتِ دین کے اجتماعی طریقے

دعوتِ دین کے سلسلے میں ہر مسلمان داعی انفرادی طور پر کن طریقوں، کن موقع سے اور کس طرح فائدہ اٹھائے، اب تک اسی پر گفتگو کی گئی ہے۔ اس باب میں بعض ایسے پروگراموں اور طریقوں کی نشاندہی کی جا رہی ہے جنہیں مسلمان مل جل کر اجتماعی طور پر کر سکتے ہیں۔ یہ سب دعوتِ دین پہنچانے کے موثر طریقے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بعض اور طریقے ہو سکتے ہیں۔ یہاں تمام طریقوں اور پروگراموں کو درج نہیں کیا جا رہا ہے۔

### ۱۔ وفود کی شکل میں ملاقاتیں

چار پانچ افراد مل کر دعویٰ وفد بنالیں۔ برادران وطن سے ملاقاتوں کا یہ پروگرام گویا ایک طرح سے دعویٰ گشت ہے۔ وفد اس سے زیادہ بڑا نہیں ہونا چاہیے۔ ایک سے زائد وفد بنانے کر جمعہ کے دن نماز جمعہ سے قبل کھانے سے فارغ ہو جائیں اور نماز جمعہ کے بعد مسجد ہی سے ملاقاتوں کے لیے محلوں، آفسوں اور دکانوں، تعلیمی اداروں میں جائیں۔ ایک آسان شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نماز جمعہ کے بعد مسجد میں اجتماعی طعام ہو، وفود کی تشکیل ہو، دعا میں شریک ہوں اور پھر شہر میں ملاقات کے لیے روانہ ہو جائیں۔ ہر وفد میں ایک تجربہ کار، باصلاحیت اور علم دین رکھنے والے صاحبِ متكلّم ہوں۔ گفتگو کی زبان گاڑھی اردو نہ ہو۔ ان کی اپنی زبان میں گفتگو، بہت موثر ہو گی۔ متكلّم کی بات کے بعد وفد کے دوسرے افراد اپنی بات رکھ سکتے ہیں لیکن ایک ہی وقت میں دو تین افراد گفتگو نہ کریں۔ ہمیشہ ان کی بات کو دھیان اور دل چسپی سے سنیں۔ وفد کے متكلّم

### دعوت کے پروگرام اور طریقے

اور دیگر افراد کی آواز بلند نہ ہو۔ نرم، دھیمے اور خلوص و محبت کے ساتھ گفتگو کریں۔ جذبات میں نہ آئیں۔ مشتعل نہ ہوں۔ مرعوب اور متأثر نہ ہوں اور نہ ہی معدترت خواہانہ لب ولجہ ہو۔ مناظرانہ انداز گفتگو سے ہمیشہ پرہیز کریں۔

وفد میں کوئی عالم دین، یا اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص ہو تو بہتر ہے ورنہ جو افراد بھی ہوں وہ پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ گفتگو کریں ان کی بات کو درمیان میں نہیں کاملاً چاہیے۔ بحث و تکرار کی نوبت آنے نہ دیں۔ ملاقات اپنے ماحول میں اور خوشگوار طریقے سے اس طرح ختم ہو کہ دونوں جانب سے آئندہ ملاقات کی خواہش ہو۔

ملقات کے موقع پر جس قدر ممکن ہو اسلام کا جامع تعارف کرائیں۔ اسے مسلمانوں کا مذہب بنائ کر پیش نہ کریں، بلکہ یہ اللہ کی جانب سے تمام انسانوں کے لیے بھیجا گیا مذہب، بلکہ ایک مکمل دین ہے۔ یعنی ایک مکمل نظام زندگی (System of Life) ہے۔ اس طرح گفتگو میں کبھی یہ نہ کہیں کہ ہمارا اللہ یا ہمارا خدا۔ خدا یا اللہ تو سب کا ایک ہی ہے ان کا اور مسلمانوں کا کوئی الگ الگ خدا نہیں ہے۔ اسی طرح کا ایک نامناسب جملہ جس کا استعمال نامناسب ہے یعنی ہمارا اسلام۔ ان کے سامنے بات اس طرح پیش کی جائے کہ اسلام سب کے لیے ہے۔ یہ مسلمانوں کا کوئی قومی مذہب نہیں ہے جس کی دعوت ان کو دی جا رہی ہے، بلکہ اللہ رب العالمین کی جانب سے تمام انسانوں کے لیے یہ دین بھیجا گیا ہے۔ اسی پر قیاس کر لیں تو برادران وطن کے سامنے یہ کہنا بھی درست نہیں ہو گا کہ ہمارے رسول یا پیغمبر اور ہماری کتاب قرآن مجید۔ رسول یا پیغمبر حضرت محمد نبی کے تمام انسانوں کے لیے پیغمبر ہیں۔ قرآن مجید نبی کے ہر انسان کے لیے خدا کی ہدایت اور رہنمائی کی کتاب ہے۔ گفتگو کے دوران ہمارے تمہارے مذہب یا ہماری، تمہاری کتابیں کا انداز بھی نہیں آنا چاہیے، ان کے مذہبی رہنماؤں یا کتابوں کا تذکرہ کرنا پڑے تو عزت و احترام کے ساتھ کریں۔ توہین یا تھارت والا انداز اختیار نہ کریں۔ گفتگو مسکراتے ہوئے کریں۔ ملاقات کے آغاز میں نہیں، بلکہ اختتام پر فوٹر یا کوئی چھوٹی کتاب دیں۔ آپ جو بھی فوٹر یا کتاب ان کو دیں اس کا مطالعہ پہلے آپ کو کر لینا چاہیے۔ ان کا پتہ، فون اور میل ایڈرس حاصل کر لیں تاکہ آئندہ بھی ربط رکھ سکیں۔ ان سے اگلی ملاقاتوں کے لیے آپ پہلے سے فون

پروقت طے کر سکتے ہیں۔

اس طرح کی اجتماعی ملاقات، بہت کامیاب ہوتی ہے۔ چند ہی ملاقاتوں میں نزد کمی بڑھتی ہے۔ آپس میں اچھے تعلقات قائم ہو جاتے ہیں۔ ان ملاقاتوں کا ریکارڈ محفوظ کر لینا مناسب ہے۔ ملاقاتوں کا سلسلہ مناسب و فضوں کے ساتھ جاری رکھا جاسکتا ہے۔

ملاقات اور گفتگو کے دوران آپ میں سے کسی کی جانب سے برادران وطن کے سامنے وحدت ادیان (یعنی سارے مذاہب بحق ہیں) کے غلط نظریے کی تائید یا حمایت نہیں ہونی چاہیے۔ عام طور سے مسلمان اس بات کا خیال نہیں رکھ پاتے۔ اس مسئلے میں رقم کی کتاب ’وحدت ادیان کی حقیقت‘ کا مطالعہ ضرور کر لیں۔

ملاقات اور بات چیت میں جس موقع پر بھی برادران وطن کی جانب سے ترجمہ قرآن کی طلب ہوا سے پورا کرنا ضروری ہے۔ ٹال مٹول نہیں کرنا چاہیے۔ انہیں ترجمہ قرآن دینے کے بعد داعی کی ذمہ داری کافی حد تک ادا ہو جاتی ہے۔ اب اصل ذمہ داری برادر وطن کی ہے جس نے قرآن آپ سے حاصل کیا ہے، کہ وہ خدا کی ہدایت کو قرآن کے ذریعہ پڑھے اور سمجھے۔ ترجمہ قرآن کے ساتھ ایک کتاب ”قرآن مجید ہر انسان کی رہنمای کتاب“ ضرور دیں۔ اس کتاب کا ہندی اور انگریزی ترجمہ برادران وطن کو دیا جاسکتا ہے۔ اس کتاب کو داعی حضرات اور بہنیں ضرور پڑھیں۔ اس میں قرآن مجید کا جامع تعارف ہے۔ اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد قرآن مجید کو سمجھنا آسان ہو گا۔ قرآن مجید دینے کے کچھ عرصہ کے بعد ان کو مطالعہ کے دوران سوالات یا الجھنیں پیش آئی ہیں تو ان پر گفتگو کرنی چاہیے۔ قرآن مجید دینے کے موقع پر ان کو یہ بات بتا سکتے ہیں کہ مطالعہ کے دوران اگر سوالات اور الجھنیں پیش آئیں تو کہیں نوٹ کر لیں۔

## ۲- عید ملن پروگرام

عید الفطر کے بعد برادران وطن کے لیے عید ملن پروگرام منعقد کیا جاسکتا ہے۔ شہر کی سطح پر ایک استقبالیہ کمیٹی بنائی کریا معمور ف تعلیمی ادارے یا بڑی مسجد کی کمیٹی کی جانب سے دعوت نامہ دیں۔ عید ملن پروگرام میں برادران وطن کی معروف شخصیتوں مثلاً مذہبی رہنماؤں، کسی صحافی

### دعوت کے پروگرام اور طریقے

یا اخبار کے مدیر، مشہور سماجی شخصیت، پولیس کے اعلیٰ افسروں گیر کو پانچ، پانچ منٹ اظہارِ خیال کا موقع دیں۔ کسی طویل تقریر یا خطاب کا موقع نہ دیں۔ آخر میں صدر جلسہ میں یا پچھیں منٹ میں ان سب کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے روزہ، رمضان اور قرآن مجید وغیرہ کا تعارف کرائیں۔ اگر ان سے پہلے برادران وطن کے اظہارِ خیال میں کوئی بات قابل اصلاح ہو تو اسے حکمت اور نرمی و محبت بھرے انداز میں اصلاح کر دیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی مقرر یہ کہے کہ اسلام کے بانی حضرت محمدؐ میں یا قرآن مجید نعوذ باللہ حضرت محمدؐ کی تصنیف ہے تو ان غلط فہمیوں کو دور کرنا ضروری ہے اور صحیح بات بتائیں۔ صدارتی تقریر میں موقعِ محل کی مناسبت سے مختصر طور پر ہی سہی توحید، شرک اور آخرت کے بارے میں بتائیں۔

اس پروگرام کے آخر میں اجتماعی طعام یا ناشتہ چائے کا نظم اس طرح کریں کہ آپس میں ایک دوسرے کا تعارف ہو سکے اور بات چیت کر سکیں۔ برادران وطن کے رخصت ہونے سے پہلے ان کو فولد رس اور مختصر کتابیں تخفیٰ دینا چاہیے۔

عیدِ ملن پروگرام دلت اور آدی باسی بھائیوں کو ساتھ لے کر ان کے محلے یا کالوںی میں کریں۔ ان کے ساتھ پروگرام کے بعد ساتھ مل جل کر کھانے کا پروگرام ضرور کھانا چاہیے۔ عیدِ ملن پروگرام کے موقع پر بک اسٹال لگانا چاہیے، تاکہ لوگ اپنی پسند کی کتابیں خرید سکیں۔ اس پروگرام کے فائدوں کے پیش نظر میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے پبلیٹی کریں۔ ہر سال اس پروگرام کو ضرور کرنا چاہیے اس کے بہت سے فائدے ہیں۔ دعویٰ نظر نظر سے اسلام کا صحیح تعارف اور اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ اس کے علاوہ سماجی و فرقہ وارانہ ہم آہنگی، میل ملاپ اور تعلقات بہتر بنانے کے لیے بھی مفید ہے۔ مسلمانوں کے متعلق کم از کم ان کا ذہن صاف ہو گا اور یہ غلط فہمی دور ہو گی کہ یہ دوسروں سے ملتے جلتے نہیں ہیں اپنے ہی خوب میں سمٹے رہتے ہیں۔

بعض مسلمان رواداری اور روشن خیالی کے نام پر عیدِ ملن کی طرح ہوئی ملن اور دیوالی ملن کا پروگرام منعقد کرنے کی تجویز رکھتے ہیں۔ بلکہ خواہش رکھتے ہیں کہ مسلمان آگے بڑھ کر اس کے لیے قدم بڑھائیں اور برادران وطن کو ساتھ لے کر اس طرح کی تقریبات کا اہتمام کریں۔

اس سلسلے میں مسلمانوں کی اصل ذمہ داری کیا ہے؟ اس پر غور کریں۔

ہوئی ملن یادیوالی ملن وغیرہ کے پروگرام اگر برادران وطن کی جانب سے منعقد کیے جاتے ہیں اور مسلمانوں کو دعوت دی جاتی ہے تو وہ دوバتوں کا لاحاظہ رکھتے ہوئے اس میں شرکت کر سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ شرک اور شرکیہ رسومات سے مکمل طور پر بچیں۔ کیوں کہ توحید کی نعمت پالینے کے بعد شرک یا شرکیہ رسومات ادا کرنا یا ان میں حصہ لینا خدا کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ انسانوں کو راضی کر کے اگر مسلمان اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں تو ان کی دنیا تباہ ہوگی اور آخرت میں جہنم کی دردناک سزا ہوگی۔ مسلمانوں کا فریضہ تو انسانوں کو توحید کی دعوت دینا اور شرک سے بچانا ہے۔ اگر کسی موقع پر کسی خاص وجہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں اور اس کے بندے (برادران وطن) ناراض ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو قدرت حاصل ہے کہ ناراض بندوں کے دلوں میں محبت ڈال دے اور ناراضگی دور کر دے۔ اس لیے ہمیشہ اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا چاہیے اور اس کی ناراضگی سے بچنا ضروری ہے۔ دوسری ضروری احتیاط یہ ہے کہ ان کے ہوئی ملن ودیوالی ملن یا کوئی اور تقریب ہو تو اس میں کسی غیر اخلاقی حرکت کا ارتکاب مسلمان نہیں کریں مثلاً انس ہورہا ہو یا شراب پی جا رہی ہے تو اس میں شرکت نہیں کریں، بلکہ ایسی مجلسوں سے دور رہنے کا حکم ہے۔ اس لیے مناسب یہی ہے کہ برادران وطن کی اس طرح کی تقریبات میں مسلمانوں کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینے سے بچنا چاہیے البتہ ان کی جانب سے دعوت دی جائے تو ان دوバتوں کا خیال رکھتے ہوئے شریک ہو سکتے ہیں۔ ان دوバتوں کے سلسلے میں ضروری احتیاط کے بارے میں انہیں سمجھائیں گے وہ برانہیں مانیں گے۔ یہی بہترین موقع ہوتے ہیں جب آپ توحید، شرک اور اسلامی شریعت میں اخلاقی حدود کی پابندی کی اہمیت ان کو سمجھا سکتے ہیں۔

### ۳۔ گروپ میٹنگ

یہ برادران وطن میں دعوت کے تعارف کے لیے ایک آسان، موثر اور مختصر پروگرام ہے۔ وس سے پندرہ منتخب برادران وطن کو کسی موضوع پر چائے کی دعوت دے کر مدعو کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات وہ خود بھی آفر کرتے ہیں۔

جب سب برادران وطن آ جائیں تو پہلے آپسی تعارف کا سلسلہ چلا جائیں۔ پھر ایک صاحب گروپ ڈسکشن کے موضوع کا تعارف کرائیں۔ اس کے بعد شرکا کو اظہار خیال کا موقع دیں۔ پہلے ہی سے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اظہار خیال پانچ سے سات منٹ کا ہونا چاہیے۔ آخر میں پروگرام کے صدر سرم اپ کرتے ہوئے اسلامی نقطہ نظر سے بیس پچھیں منٹ اظہار خیال کریں۔ چائے ناشتہ کے بعد رخصت کرتے ہوئے فولڈر س ضرور تقسیم کریں۔

گروپ میٹنگ میں ڈسکشن کے لیے موضوعات عام نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً دلیں کی سستائیں اور حل، یا اسلاموفو بیا اور اس کا حل یا کرونا کی مہماں ری اور سماج، کنیا بھروسن ہتیاں کارن اور نوارن۔

ایسے پروگرام تین یا چار ماہ میں ایک بار ہو سکتے ہیں۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی صحیح اتحاد بنے گی۔ اس سے معلوم ہو گا کہ مسلمان اپنے خوں میں سٹھے ہوئے محدود اور بندگار کے لوگ نہیں ہیں، بلکہ وہ ملک اور سماج سے گھر الگا و رکھتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ وہ سماج کے سنگین مسائل کے حل کے سلسلے میں فکرمند ہیں۔ اس طرح کے پروگراموں سے یہ پیغام ضرور جائے گا کہ مسلمان مسائل کے حل کے طور پر اسلامی تعلیمات کو پیش کرتے ہیں اور ان کے پاس دلائل ہیں۔ محض دعوے نہیں ہیں۔ ان کے پاس عملی نمونے بھی ہیں کہ اسلام کی تعلیمات کی بنیاد پر کس طرح مسائل حل کیے گئے تھے اور کیسے افراد، خاندان اور کیسا سماج بنتا تھا؟ یہ ایک حقیقت ہے کہ اہل مذاہب اور دیگر نظریات کے حامل افراد کے پاس کوئی حل ہے، نہ کوئی عملی نمونہ۔ بد قسمتی کی بات ہے کہ موجودہ سنگین سماجی مسائل کے حل کے لیے اسلامی تعلیمات سے برادران وطن واقف ہی نہیں ہیں۔ البته ان کے نزدیک مسائل کے حل میں تمام مذاہب اور انسانی نظریات بالکل ناکام ہیں۔ ان کی بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ اسلام بھی اس ضمن میں ناکام ہے۔ حالانکہ تنہ اسلام انسانی زندگی کے تمام مسائل کو کامیابی کے ساتھ حل کرتا ہے اور اس کی نظریہ تاریخ میں پائی جاتی ہے۔

## ۲- قرآن پروچن یا عوامی درس قرآن

یہ ایک اہم دعویٰ پروگرام ہے۔ اس کا بنیادی مقصد برادران وطن کو قرآن سنانا، قرآن

کے پیغام اور تعلیمات سے واقف کرنا ہے۔ برادران وطن اور خواتین سب سے زیادہ حقیقت توحید اور شرک کی تردید اور قرآن مجید سے متاثر ہوتے ہیں۔

وطنی بھائیوں میں دعوت کو موثر انداز سے پیش کرنے کے لیے قرآن پروچن کا پروگرام سب سے زیادہ کامیاب ذریعہ ہے۔ قرآن پروچن کا مطلب ہے برادران وطن کے سامنے ان کی زبان میں منتخب قرآنی آیات کا درس دینا۔

یہ پروگرام صرف دن میں کسی وقت دو گھنٹے کے لیے ہو سکتا ہے۔ جماعت اسلامی ہند سے وابستہ افراد بالعموم تین دن کے لیے بھی اس کو کرتے ہیں۔ پہلے دن صرف توحید پر قرآن کی آیات کا درس ہوتا ہے، دوسرا دن رسالت پر اور تیسرا دن آخرت پر۔ واضح رہے کہ برادران وطن خدا کا اقرار کی حد تک تصویر رکھتے ہیں لیکن مشرکانہ تصورات اس میں شامل ہیں۔

ان کے ہاں رسالت کا تصور بالکل ہی نہیں ہے اس کی جگہ اوتار واد کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہاں اوتار واد کی تشریح نہیں کی جا رہی ہے اس کے لیے رقم کی کتاب 'حق کی تلاش' کا مطالعہ کریں۔ اگر کسی مقام پر توحید، رسالت اور آخرت پر قرآن پروچن کا پروگرام منعقد کیا جاتا ہے تو اس کے بعد گیر موضوعات پر قرآن پروچن کا پروگرام منعقد کیا جاسکتا ہے یا سال میں کم از کم ایک مرتبہ یہ پروگرام منعقد کریں۔ موضوعات اور منتخب قرآنی آیات کی تفصیلات آگے آ رہی ہے۔

اس پروگرام کی بڑے پیمانے پر تشویہ ہونی چاہیے۔ بڑی تعداد میں مردوں اور خواتین کو شریک کرنا چاہیے۔ سو شل میڈیا کے ذریعے اس کو عام کرنا چاہیے۔ مناسب ہو گا کہ شہر کی سطح پر ایک استقلالیہ کمیٹی بنائی جائے۔ مختلف مکاتب فکر کے نمائندے اور اہم شخصیتوں کو اس میں شامل رکھیں۔ اس پروگرام میں ان دینی تنظیموں کا تعاون لیں جو اس کام کو پہلے سے کر رہے ہیں۔ ان کے تجربات اور معلومات سے فائدہ ہو گا۔ قرآن پروچن پروگرام کے موقع پر بک اسٹال ضرور لگانا چاہیے۔ اس میں ترجمہ قرآن رکھیں کیوں کہ قرآن پروچن کے بعد پروگرام میں آئے ہوئے لوگ طلب کریں گے۔ قرآن پروچن پروگرام کے سلسلے میں چند مشورے درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ جب بھی قرآن پروچن آپ کے ذمہ دیا جائے تو منتخب آیات کی تجوید اور بہت

دعوت کے پروگرام اور طریقے

درد سوز کے ساتھ تلاوت کی پریکیٹس کر لیں۔ اس کا سامعین پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

قرآن کی تلاوت میں غلطی نہیں ہونی چاہیے۔

-۲ پروچن کے سلسلے میں ہمیشہ ذہن میں رہے کہ یہ برادران وطن کے لیے ہے نہ کہ برادران ملت کے لیے۔ یہ دعوت بالقرآن ہے۔ اس لیے اس کا انداز مسلمانوں میں درس قرآن جیسا نہیں ہونا چاہیے۔ کی اور مدنی دور، شان نزول، تاریخی پس منظروں غیرہ موضوعات پر فتنگ نہیں ہونی چاہیے، اگر اس میں مفسرین کے درمیان اختلاف رائے ہوا تو ان باتوں کو بھی بیان نہ کریں۔

-۳ پروچن کے لیے منتخب کردہ آیات اگر طویل ہوں تو پروچن میں سب آیات کا خلاصہ بیان کرنا چاہیے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ شروع کی آیات کی تشریح میں وقت ختم ہو جائے اور بقیہ آیات کا خلاصہ بیان کرنے کے لیے وقت ہی نہیں رہے۔ آیات اگر طویل ہیں تو پورا خلاصہ تیار کر لیں۔ منتخب آیات میں توحید، شرک، رسالت، آخرت، قرآن وغیرہ مضامین ہوں۔ اگر سب نہیں تو توحید، رسالت اور آخرت کا مضمون قابل ترجیح ہو گا۔

-۴ قرآن پروچن میں بہت بلند آواز، اور چیختنے چلانے کا انداز قرآن کے وقار اور ادب کے خلاف ہونے کے ساتھ دعوتی نقطہ نظر سے نقصان دہ ہے۔ سنجیدہ، دل سوز، لمحے کی نرمی اور دھیکی آواز سامعین کو متاثر کرتی ہے۔

-۵ تلاوت کردہ آیات میں جہاں بھی کافر کا لفظ آئے اس کا ترجمہ انکار کرنے والا کرنے والوں کیجیے۔ وطنی بھائی یہ نہ سمجھیں کہ ہمیں بلا کر ہمارے منہ پر ہی ہمیں کافر کہا جا رہا ہے۔ اس سے غلطی کا امکان زیادہ ہے۔ حالاں کا لفظ کافر گالی ہے نہ تحقیر و تذمیل ہے۔ موجودہ حالات اور آئندہ کے لیے بھی ہال یا عوام میں قرآن پروچن کے لیے ضروری قانونی تقاضے پورے کریں۔ ہال اور لاڈا اسپیکر کے لیے بالعموم پولیس یا انتظامیہ اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن مقامی صورت حال کے پیش نظر آپ کچھ ذمہ دار یا باخبر لوگوں سے مشورہ کر لیں۔ اس کے بعد عملی قدم اٹھائیں۔

- ۷ وقت کی پابندی کا خیال ضروری ہے۔ پروچن 30 سے 35 منٹ کے اندر پورا کر لیں۔ اس کے بعد سوال و جواب کے لیے اعلان کرتے ہوئے بتائیں کہ موضوع سے متعلق ہی سوالات ہوں، تحریری سوالات ہوں تو زیادہ مناسب ہے۔ اس کا وقت کم از کم 30 سے 40 منٹ ہونا چاہیے۔
- ۸ قرآن پروچن مسلم محلوں اور کالونیوں میں نہیں رکھنا چاہیے۔ ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں برادران وطن کو آنے میں جھجک اور تردید ہو۔ جگہ معروف ہو اور وہ بغیر کسی وقت اور پریشانی کے شریک ہو کر پروچن سے فائدہ اٹھا سکیں۔
- ۹ پروچن کے اختتام پر اظہار تشکر سے قبل شرکاء کو ایک فارم پر کرا کے قرآن کے نسخ فراہم کیے جائیں۔ اسٹھج پر بلا کر اعلان کے ساتھ قرآن کا ترجمہ ذمہ دار کے ہاتھوں دیا جاسکتا ہے۔ قرآن پروچن کا فیڈ بیک پروگرام کے بعد برادران وطن سے حاصل کرنے کے لیے ایک فارم انھیں دیں۔ اس میں ایک سوال یہ ہی ہو کہ اگر وہ قرآن کی اسنٹی کرنا چاہتے ہیں تو کیا انھیں ترجمہ قرآن فراہم کیا جائے؟
- ۱۰ پروچن کے ہال یا پنڈاں وغیرہ میں ایک موزوں جگہ پر بک اسٹال کا نظم ضرور کریں۔ اس میں ترجمہ قرآن کی فراہمی ضرور کریں۔
- \* \* \*
- قرآن جن برادران وطن کو دیا جاتا ہے ان سے برابر بطرکھا جائے، وفد کی شکل میں ملاقاتیں کی جائیں۔ انہیں قرآن کے مطالعہ میں جو سوالات، اجھنیں اور شکوک و شبہات پیدا ہوئے ہیں ان کو دور کیا جائے۔
- \* \* \*
- ممکن ہو تو ماہانہ قرآن سمجھا کے نام سے برادران وطن کی نشستیں کی جائیں، قرآن کی منتخب آیات (اخلاقی اور روحانی تعلیمات پر مشتمل) کو پروگرام میں شامل کیا جائے، جس سے ان کو روحانی سکون حاصل ہوگا۔
- \* \* \*
- قرآن کے مطالعہ کے ساتھ کچھ بنیادی دعویٰ کتب کا مطالعہ کرائیں، تاکہ قرآن سمجھنے میں آسانی ہو۔

## م الموضوعات مع قرآنی آیات

### توحید

سورہ فاتحہ مکمل

\* اللہ کیتا اور بے نیاز ہے

سورہ اخلاص

سورہ انعام، ۱۰۰، ۱۰۳

سورہ بقرہ، ۱۶۲، ۱۶۳

سورہ بقرہ ۲۵۵

نمل ۶۳، ۶۰

سورہ عنكبوت ۷۱

بین اسرائیل، ۲۲، ۲۳، ۲۳، حجت السجدہ ۷، ۳

جمجمہ ۳۲ یونس ۳۵، سورہ خل ۵۰، ۵۱

خل ۱، سورہ خل ۱۰، ۲۳، التغابن

\* کائنات میں توحید کی نشانیاں

\* ایک اللہ پوری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے

\* آفاق و نفس میں توحید کی نشانیاں

\* اللہ کی عبادت کی جائے اس کی فرمان برداری کی جائے

\* اللہ کا حوف

۱۰۔

### شرک

\* شرک جھوٹ اور ظلم عظیم

سورہ نساء ۳۸، لقمان ۱۳

\* شرک ناقابل معافی جرم

سورہ نساء ۳۸

\* اللہ کے سوا کسی کے پاس اختیار نہیں

سورہ روم ۳۰، الانعام ۳۸، الملک ۲۱، اور ۱۳۰

اقصص ۱۷، ۲۷

\* شرک بلا دلیل اور کمزور نظریہ

سورہ المؤمنون ۱۱، یوسف ۳۹، ۳۰

ابراهیم ۲۸، عنكبوت ۲۱، حج ۳۷

## رسالت

- \* سورہ نجحہ ۳، سورہ الحلقہ ۳۷، سورہ مائدہ ۱۱، سورہ حملہ ۱۰۵، سورہ حجّ ۷، انعام ۱۲۵، سورہ خلیل ۲۲، سورہ همزة ۳۳، مومونوں ۲۳، ۲۴، ابراہیم ۱۱، سورہ یونس ۷، فاطر ۲۷، رعد ۷، نحل ۳۶، سورہ المقرہ ۲۱۳، ابراہیم ۱، ہرامت میں رسول آئے اور ایک ہی پیغام لائے
- \* رسول اللہ کا ترجمان ہے
- \* سارے رسول انسان تھے
- \* انبیاء کی بعثت کا مقصد

## آخرت

سورہ نمبر ۲۳ (المونون)	آیات ۱۰۰ تا ۹۹
سورہ نمبر ۵ (الحدید)	آیات ۸۷ تا ۸۳
سورہ نمبر ۱۱ (ہود)	آیات ۱۰۸ تا ۱۰۳
سورہ نمبر ۱۵ (الجیر)	آیات ۲۵ تا ۲۳
سورہ نمبر ۷ (المرسلت)	آیات ۷ تا ۱۵
سورہ نمبر ۸ (النبا)	آیات ۲۰ تا ۱۸
سورہ نمبر ۸۰ (عبس)	آیات ۳۷ تا ۳۳
سورہ نمبر ۸۱ (الثویر)	آیات ۱۳ تا ۱۱
سورہ نمبر ۷ (الاعراف)	آیات ۹ تا ۲
سورہ نمبر ۲ (النمل)	آیات ۷۴ تا ۶۷
سورہ نمبر ۱۸ (الکھف)	آیات ۱۰۶ تا ۱۰۳
سورہ نمبر ۲۹ (الحاقة)	آیات ۲۹ تا ۱۸
سورہ نمبر ۸۳ (الاشتقاق)	آیات ۱۷ تا ۱۳
سورہ نمبر ۳ (سما)	آیات ۲۳ تا ۲۲
سورہ نمبر ۲۹ (الحاقة)	آیات ۳۷ تا ۲۸
سورہ نمبر ۷ (المعارج)	آیات ۱۸ تا ۱۰
سورہ نمبر ۳ (الصفت)	آیات ۶۷ تا ۶۲

## دعوت کے پوگرام اور طریقے

۳۲

آیات ۵۸ تا ۵۵	سورہ نمبر ۳۸ (ص)
آیات ۵۰ تا ۴۷	سورہ نمبر ۳۴ (الدخان)
آیات ۵۶ تا ۴۳	سورہ نمبر ۵۶ (الواقعۃ)
آیات ۳۸ تا ۳۰	سورہ نمبر ۳۷ (المدثر)
آیات ۲۵ تا ۲۱	سورہ نمبر ۸۷ (النبا)
کامل سورہ	سورہ الززل
کامل سورہ	سورہ القارعہ
کامل سورہ	سورہ الماعون
کامل سورہ	سورہ العصر

## متفرق

کامل سورہ	*سورہ ززل
کامل سورہ	*سورہ العادیات
سورہ لیسین ۳۸، ۳۷، ۲۳، سورة حمّ اسجدہ ۱، ۲، ۳۔ سورہ یونس	*قرآن کو اللہ نے نازل فرمایا
سورہ آل عمران ۳، ۲۔ سورہ یونس ۹۳	*قرآن پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور آسمانی ۱۵۔ البقرہ ۲۳، ۲۲۔ الحجر ۹۔
سورہ یونس ۱۹، سورہ بقرہ ۲۱۳، نساء، الانعام ۶۸۔	کتابیں قرآن کی تائید کرتی ہیں
الاعراف ۱۸۹۔ زمر ۲۔ سورہ آل عمران ۲۲۔	*وحدت انسانی
المائدہ ۲، ۸۔ الانعام ۱۰۸۔ جاثیہ ۱۵، ۱۳۔	*امن عالم کے بنیادی اصول
آل عمران ۱۳۰۔ المائدہ ۹۱، ۹۰۔ بقرہ ۲۱۹۔	*شراب، سودا اور جو سے اجتناب
البقرہ ۸۳۔ النساء ۳۹، الانعام ۱۵۱	*والدین کے ساتھ حسن سلوک
بني اسرائیل ۲۲، ۲۳۔ لقمان ۱۵، ۱۳	*قربت داروں کا حق اور مساکین
سورہ روم ۳۸۔ بنی اسرائیل ۲۶۔ بقرہ ۸۳، ۸۲، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۱۶۔ سورہ اعراف ۵۶۔ بقرہ ۲۰۵۔	*پرامن معاشرہ
نساء ۱۲۸۔ الحجرات ۱۱، القصص ۷۔ مائدہ ۲۳۔ الانعام ۱۵۔ سورہ نور ۲۵۔ الحجرات ۱۲۔	*قتل اولاد (قتل جنین)
	*بنیادی انسانی حقوق

## قرآن پروچن کا تفصیلی پروگرام

استقبالیہ تقریر	5-7 منٹ
قرآن مجید کا تعارف	13-10 منٹ
قرآن پروچن	35-30 منٹ
سوالات و جوابات	30 منٹ
قرآن مجید کی تقسیم	20 منٹ
اظہار تشکر	5 منٹ

**نوت:** قرآن مجید کے پروچن کے بعد کسی مسلم یا غیر مسلم بھائی کو تقریر کرنے کا موقع بالکل نہ دیں۔ اس بات کا پہلے ہی اعلان کر دیں کہ جسے بھی کوئی بات کہنی ہے وہ سوالات و جوابات میں کریں۔  
کوشش کی جائے کہ یہ پورا پروگرام دو گھنٹے میں ختم ہو جائے۔

## ۵- سیرت رسول اللہ پر پروگرام

ہر سال ماہ ربیع الاول میں دعویٰ مقاصد کے تحت برادران وطن میں سیرت رسول ﷺ کا پروگرام ضرور منعقد کریں۔ برادران وطن اور ان کی خواتین قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ سیرت رسول اکرمؐ سے متاثر ہوتے ہیں۔ حضرت محمدؐ کا پیغام، مبارک زندگی کے واقعات اور آپؐ کی تعلیمات ان کے سامنے بیان کی جاتی ہیں تو شدت تاثر سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ خاص طور پر طنی بہنوں کو جب رسول اکرم ﷺ کا عورتوں سے حسن سلوک، آپؐ کے اخلاق عالیہ اور آپؐ کی سیرت کے کچھ واقعات سنائے جاتے ہیں تو وہ غیر معمولی طور پر متاثر ہوتی ہیں۔

یہ پروگرام باثر مسلمانوں کی ایک سیرت کمیٹی تشكیل دے کر شہ کی سطح پر منعقد کیا جاسکتا ہے۔ پہلے سے کوئی موضوع بھی طے کر لیں، مثلاً حضرت محمدؐ محسن انسانیت، یا سماج کے سلگتے مسائل اور

### دعوت کے پروگرام اور طریقے

حضرت محمدؐ کی تعلیمات، عورتوں کے خلاف بڑھتے جرائم کا سدباب اور سیرت رسول اللہؐ رہنمائی وغیرہ۔ اس پروگرام کے آغاز میں منتخب غیر مسلم مذہبی رہنماؤں کو مختصر اظہار خیال کا موقع دیں۔ اس میں وکلا اور پولیس آفیسرز کو بھی مدعو کیا جاسکتا ہے۔ صدارتی تقریر کوئی عالم دین یا مسلم دانش ور یا کسی دینی تنظیم کے ذمہ دار کی ہونی چاہیے۔ شرکاء کو سیرت رسولؐ پر کوئی عمدہ کتاب تحفے میں دیں۔ ماہ ربیع الاول سے ایک ماہ قبل مذکورہ کمیٹی درج ذیل کاموں کی منصوبہ بندی کرے اور پوری توجہ سے اس پر عمل درآمد ہو۔

سیرت کمیٹی کے ذریعہ سیرت رسولؐ پر مفید اور موثر فولڈر س اور مختصر کتاب نچے برادران وطن میں بڑے پیمانے پر پہنچانے کا انتظام کریں۔

مقامی یا کسی علاقائی زبان کے اخبار میں سیرت رسولؐ پر ربیع الاول کی مناسبت سے ایک یا اندھنگات کا خصوصی ضمیمه (Supplement) شائع کرایا جائے۔ اس کے لیے اخبار والوں سے معاوضہ کی بات کر لیں۔

اس ضمیمه میں حالات حاضرہ سے متعلق منتخب احادیث اور سیرت رسولؐ کے موثر واقعات شائع کرائیں۔ مسلمانوں سے مالی تعاون یا کاروباری اشتہارات (Advertisement) حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہزاروں لوگ بالخصوص برادران وطن تک دعوت یا سیرت رسولؐ کا تعارف ہوگا۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے کہ لوگوں میں حضور اکرمؐ کی شخصیت کا تعارف ہوا اور پیغام اور تعلیمات ان تک پہنچائی جائیں۔ خاص طور پر آج کے حالات میں زندگی کے مسائل اور بحرانی دور میں حضور اکرمؐ کی رہنمائی کیا ہے؟

سیرت رسولؐ پر آن لائن پروگرام چلانے جاسکتے ہیں۔ نیٹ کے ذریعے لاکھوں لوگوں تک رسائی ہو سکتی ہے۔ سو شل میڈیا کے ذریعے بھی یہ کام کریں۔

سیرت رسولؐ پر مختصر مضامین تیار کر کے مقامی اخبارات اور دیگر میگزین میں شائع کرائیں۔

ایک اہم کوشش یہ ہونی چاہیے کہ دلت، او بی سی اور آدمی بائیوں اور ان کی خواتین میں سیرت رسول ﷺ کا خصوصی پروگرام ضرور کریں۔ توحید اور انسانی مساوات کے

تعلق سے حضرت محمدؐ کی تعلیمات اور واقعات بیان کریں۔ یہ سب ان کو بے حد ممتاز کرتے ہیں۔ پروگرام کے اختتام پر مل جل کر کھانا کھائیں۔

کمیٹی کی جانب سے ائمہ مساجد سے گزارش کی جائے کہ وہ خطبات جمعہ میں مسلمانوں کو آمادہ کریں کہ ہر مسلمان دو سے تین برادران وطن سے ملاقات کر کے سیرت رسولؐ کے فولڈر س اور مختصر کتاب پچ دیں اور حضور اکرمؐ کے بارے میں ان کو بتائیں۔

غیر مسلموں کے زیر انتظام تعلیمی اداروں کی انتظامیہ سے منظوری لے کر سیرت رسولؐ پر اسٹاف، طلبہ اور طالبات کے لیے لکھرس رکھوائیں۔ اس کے علاوہ طلبہ اور طالبات کے لیے الگ الگ موضوعات پر (Essay competition) کا پروگرام رکھیں۔ انعامات کا اعلان کر دیں۔ جو طلبہ اور طالبات اس مقابلے میں حصہ لیں ان کو سیرت رسولؐ پر کتابوں کا سیٹ پہلے ہی ارسال کرنے کا نظم کریں۔۔۔

رقم کا اس بارے میں معلومات، مشاہدہ و تجربہ ہے کہ کئی غیر مسلم تعلیمی اداروں نے خوشی خوشی اس پروگرام کی اجازت دی۔ کئی دیگر اداروں نے تحریری مقابلہ کے لیے تعاون پیش کیا۔ حتیٰ کہ رقم کے علم میں یہ بات ہے کہ تحریری مقابلوں میں کئی مقامات پر غیر مسلم طلبہ اور طالبات نے اول انعامات تک حاصل کیے۔ یہ تعلیمی اداروں میں لکھرس اور طلبہ کے تحریری مقابلے کا پروگرام سیرت رسولؐ کے تعارف کے سلسلے میں بہت موثر اور آسان پروگرام ہے۔ عملی پروگرام کے طور پر ۱۲ اربعن الاول کو ونود کی شکل میں اسپتال اور جیلوں میں پھل وغیرہ لے کر جائیں۔ اسپتال میں مریضوں اور جیلوں میں قیدیوں کے سامنے مختصر ارسل اکرمؐ کی سیرت بیان کریں۔ پھلوں اور دیگر اشیا کو مریضوں اور قیدیوں میں بلا حاظ مذہب و عقیدہ تقسیم کریں۔

## ۶۔ مشترکہ فورم

ملک میں مسلمان برادران وطن کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں۔ ہندوستانی سماج مختلف مذاہب، عقائد، کلچر اور زبانوں کے حامل آبادی پر مشتمل ہے۔ ایسے سماج کو تکثیری سماج (Plural Society) کہتے ہیں۔ دعوت کا تعارف اور اسلام کے پیغام کو عام کرنے کے

لیے ایسے سماج میں بہت موقع ہوتے ہیں۔ ان موقع سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ رسول اللہؐ کے اسوے سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ اپنے عقیدے اور دین پر قائم رہتے ہوئے دوسروں کے ساتھ محبت و ہمدردی، خیرخواہی، حسن سلوک اور خدمتِ خلق کا روایہ اختیار کریں۔ کسی سے نفرت اور دشمنی نہیں کرنی چاہیے۔ آپؐ کی زندگی کا ایک مشہور واقعہ جنوبت سے قبل کا ہے کہ عرب میں ایک مشہور جنگ، حرب فبارڑی گئی۔ رسول اللہؐ اس میں شریک تو ہوئے لیکن کسی انسانی جان پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ اس کے بعد ایک واقعہ مکہ میں پیش آیا۔ باہر کا ایک تاجر مال لے کر مکہ آتا ہے اور بڑے بڑے سردار اس کا مال لے کر رقم نہیں ادا کرتے۔ وہ فریاد کرتا ہے کہ اس کی مدد کی جائے۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد کچھ درمندا اور ہم خیال نوجوانوں نے ایک انجمن قوم کی، جو حلفِ الغضول کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کے قیام کا اہم مقصد یہ تھا کہ غریبوں اور مظلوموں کی مدد کی جائے گی اور ظالموں کے ظلم سے لوگوں کو بچایا جائے گا۔

دور نبوت میں کئی سال بعد اس کی یاد تازہ کرتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا: ”اس معاهدے کے معاملے میں اگر مجھ کو سرخ اونٹ بھی دیے جاتے تو میں اس سے روگردانی نہ کرتا۔ نیز آج بھی ایسے معاهدے کے لیے اگر کوئی بلاۓ تو میں حاضر ہوں۔“ (سید انسانیت، صفحہ: ۱۹) بحیرتِ مدینہ کے بعد رسول اکرمؐ کے سامنے یہود، مدینہ کے دو بڑے قبائل اوس اور خزرجن اور اس کے علاوہ مشرکین کے کچھ قبائل تھے۔ ایک طرح سے گویا یہ ایک تکثیری یا کثیر مذہبی سماج تھا۔ آپؐ نے پرامن بقاۓ باہم (Peaceful Co-Existence) اور محبت و احترام اور راداری کے لیے بیشاق مدینہ کے نام سے ایک معاهدہ امن بنایا۔ اس میں سب شریک تھے۔ بعض مشترک مقاصد کے حصول کے لیے یہ معاهدہ کیا گیا تھا۔ آج کے حالات میں اس سے بڑی رہنمائی ملتی ہے۔

دعوت کے تعارف کے لیے ملکی سماج یا ہندو سماج میں صرف تقریریں، کتابیں، فولڈر رس اور مختلف پروگرام کافی نہیں ہیں۔ داعیوں کو ہندو سماج سے قریب سے جڑ کر ہنا ضروری ہوگا۔ کتابیں اور فولڈر رس پڑھنے سے پہلے وہ داعیوں کی زندگیوں، اخلاق اور برداشت کو دیکھیں گے تھی متناثر ہوں گے۔ برادران وطن کو اپنے طرزِ عمل سے داعی سمجھا سکیں کہ وہ ان کے سچے خیرخواہ ہیں۔

دعوت کے پروگرام اور طریقے

انھیں اپنا سمجھتے ہیں غیر نہیں۔

۲۷

سماج میں بعض اہم کام ایسے ہیں جو تمام انسانوں کے لیے یکساں فائدہ مند اور ضروری ہیں۔ ایک صحت مند، خوش حال اور پر امن معاشرے کے لیے ذیل میں بعض کاموں کی اہمیت کے پیش نظرہ نمائی کی جا رہی ہے، جس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے:

معروف کو پھیلانا۔

- مذکور کی روک تھام اور ان کو مٹانا (مثلاً شراب، جوا، زنا، سود)۔
- انسانی مساوات اور ہمدردی کا فروغ۔
- مظلوم اور پسمندہ لوگوں کو سماجی اعتبار سے اونچا اٹھانا۔
- اونچی نیچی چھوٹ چھات کے ناروا اتنیزات کے خلاف آواز بلند کرنا۔
- اسلامی قدرتوں: تکریم، عظمت انسانی اور وحدت بنی آدم انسانی مساوات کا تعارف کرانا۔
- خدمت خلق کے بعض کام۔ مثلاً صفائی سترہائی، پینے کا صاف پانی، تعلیم اور صحت کے لیے اسپتال یا بنیادی سہولتوں کی فراہمی وغیرہ۔

ان مقاصد کے حصول کے لیے شہر کی سطح پر کسی موزوں اور مناسب نام مثلاً ناگر ک سیوا کیندر یا مانوسیو اسینٹر یا سد بھاؤنا منج وغیرہ ناموں سے مشترک فورم بنانے کے برادران وطن کے ساتھ مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ اس کی اہمیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ موجودہ بکڑا ہوا مسلم معاشرہ خواہ ایک حد تک بگاڑ سے محفوظ ہی کیوں نہ تسلیم کر لیں۔ لیکن وہ سماج کے بگاڑ سے دیر تک محفوظ نہیں رکھ سکے گا۔ اس کی نئی نسل بتدریج بگاڑ کا شکار ہوتے چلی جائے گی۔ اس لیے مذکورہ مقاصد مسلم معاشرے کے لیے بھی بہت اہم اور قابل توجہ ہیں۔

دوسری اہم پہلو یہ ہے کہ تنہا مسلمان ان مقاصد کے لیے کام کرنا چاہیں گے تو کامیاب نہیں ہوں گے۔ برادران وطن کو شریک رکھیں گے تو پولیس، انتظامیہ اور سیاست دانوں کا تعاون مل سکتا ہے یا کم از کم رکاوٹیں نہیں ہوں گی۔ برادران وطن کے وسائل اور تعاون سے کامیابی کی امیدز یادہ کی جاسکتی ہے۔

## ۔۔۔۔۔ بک اسٹال

ہر ریاست میں سرکاری سطح پر علاقائی یا ریاستی زبان میں ادبی کانفرنس (سماحتیہ سمیلین) یا بک میلے وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہی دن کے لیے ہوتے ہیں۔ پڑھ لکھ لوگ اپنی فیملی کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور طلبہ و طالبات اپنے طور پر اس میں شرکت کرتے ہیں۔ کتابیں خریدتے ہیں۔ اس موقع پر مختلف ادارے لکچر سیز یا ویڈیو فلمیں دکھانے کا نظم کرتے ہیں۔ اس طرح کی کانفرنسوں کے بارے میں پہلے سے معلومات حاصل کر کے اس کی منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے۔ اسٹال کرایہ پر لینا ہوتا ہے۔ اسٹال میں ریاستی زبان میں ترجمہ قرآن، احادیث کے مجموعے، سیرت رسولؐ اور اسلام کے تعارف کے سلسلے میں مختلف مصنفوں کی کتب برائے فروخت (Sale) رکھیں۔ مناسب ڈسکاؤنٹ بھی دیں۔ اس کا تعارفی ہینڈبل برادران وطن میں تقسیم کیا جائے۔ ایک خاص کام اس موقع پر یہ ہوتا ہے کہ اسٹال پر آنے والوں کے سوالات کے جوابات دینا ہوتا ہے اس لیے اسٹال اگردو لیے جائیں تو ایک میں ترجمہ قرآن اور کتابیں ہوں گی اور دوسرا میں گفتگو کرنے کے لیے بیٹھنے کا انتظام کر سکتے ہیں۔ ایک جسٹریا فیڈبیک فارم اسٹال پر آنے والوں کو دیں، تاکہ وہ اپنے تاثرات، میل ایڈریس، موبائل نمبر وغیرہ لکھ کر دیں۔ وطنی خواتین اور طالبات سے گفتگو کرنے کے لیے داعی خواتین اور طالبات کو پہلے سے ٹریننگ دینا ضروری ہے۔ کیوں کہ وطنی خواتین گفتگو میں زیادہ دل چسپی لیتی ہیں۔

وطنی بھائیوں اور بہنوں میں مفت تقسیم کے لیے فولڈر اور کتابچے رکھیں۔

اگر کوئی اہم ادبی، سیاسی یا سماجی شخصیت کانفرنس میں آئی ہے تو اسے اپنے اسٹال پر ضرور معوکریں۔ انھیں ترجمہ قرآن گفت کریں۔ فوٹوگرافی کے ریکارڈ کے لیے مناسب نظم کریں۔

مقامی اخبارات اور ٹوپی وی چینل اور سوشل میڈیا میں اسٹال تعارف کرانا چاہیے۔

برادران وطن کے درمیان بک اسٹال، ترجمہ قرآن اور اسلامی اٹریچر دینے کی بات زیادہ سے زیادہ عام کرنی چاہیے۔

## ۸- ٹورسٹ مقامات

ہر ریاست میں تاریخی آثار یا عمارتوں کو دیکھنے کے لیے پورے ملک اور بعض اوقات بیرون ملک سے لوگ آتے ہیں۔ ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہوتی ہے جو فیملی کے ساتھ آتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ اکثر ٹورسٹ گائیڈ ان آنے والوں کو مسلمانوں کی تاریخ کے حوالے سے اور بعض اوقات اسلام کے بارے میں غلط باقیں بتاتے ہیں۔ کچھ گائیڈ مسلمان بھی ہوتے ہیں لیکن وہ بھی تربیت اور معلومات نہ ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو بس محسوس کرتے ہیں۔ مسلمان گائیڈ کو تعلیم و تربیت دے کر داعی گائیڈ بنادیا جائے تو بڑی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ٹورسٹ مقامات پر ایک چھوٹا ٹیبل لگا کر فرنی قسم کے لیے فولڈر اور کتابچے رکھے جاسکتے ہیں۔ ٹورسٹ مقامات پر ایک اندازہ کر کے کہ کس دن سب سے زیادہ ٹورسٹ آتے ہیں اور کن ریاستوں کے آتے ہیں؟ اس دن اور ان کی زبانوں میں فولڈر کا انتظام کرنا چاہیے۔ ان شاء اللہ اس مقام کے مسلم گائیڈ بھی تعاون کریں گے۔

ایک رجسٹر کا اہتمام کریں۔ اس میں ٹورسٹ میں سے اسلام میں زیادہ دل چکی لینے والوں اور قرآن میں دلچسپی رکھنے والوں کا نام، پتہ، میل ایڈر میں اور موبائل نمبر وغیرہ نوٹ کریں تاکہ ان کو ترجمہ قرآن فوری طور پر یا بعد میں کوئی سروس سے فراہم کیا جاسکے۔

## ۹- لائبیریوں میں دعوتی سیٹ کی فراہمی

سرکاری اور غیر سرکاری لائبیریاں ہوتی ہیں۔ کچھ مقامات پر معلوم ہوا ہے کہ اسلام مخالف لٹریچر وہاں رکھا گیا ہے۔ چنانچہ لوگ پڑھتے ہیں اور کتابوں سے زہر، ان کے ذہنوں میں منتقل ہوتا ہتا ہے۔ دوسری طرف ایک اہم حقیقت یہ بھی ہے کہ اسلاموفوبیا کی وجہ سے اسلام کو جاننے اور سمجھنے کی خواہش لوگوں کے دل میں پیدا ہوئی ہے۔ لوگ نہیں جانتے کہ ترجمہ قرآن کہاں مل سکتا ہے۔ اسلامی کتب کہاں ملیں گی؟ وہ حضرات جو مذاہب پر علمی و تحقیقی کام کر رہے ہیں اور انہیں اسلام پر کام کرنے کے لیے مستند کتابوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس کے علاوہ طلبہ اور

دعوت کے پروگرام اور طریقے

طالبات کے مطالعے کے لیے ترجمہ قرآن اور اسلامی کتب لائبریریوں میں ہونا ضروری ہے۔ سابق کے مقابلے میں برادران وطن میں اسلامی اظر پڑھنے کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔ چند لوگوں پر مشتمل وفد بنا کر لائبریری کے ذمہ دار سے ملاقات کر کے ترجمہ قرآن اور اسلامی کتب لائبریری میں نمایاں طور پر کھنہ کی گزارش کریں۔ اس کے بعد جائزہ لیتے رہیں کہ کتنے برادران وطن اس کا مطالعہ کر رہے ہیں؟ لائبریری کے ذمہ دار سے تعلقات رکھ کر معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

## ۱۰- آٹو رکشہ کے ذریعہ دعوت

مسلمان آٹو رکشہ ڈرائیوروں سے بات کر کے ڈرائیور کی سیٹ کے بالکل پیچھے ایک پلاسٹک کا خوبصورت Stand لگایا جاتا ہے۔ اس میں سلیقے سے فولڈر کھے جاتے ہیں۔ یہ فولڈر رکشہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے بالکل نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں۔ لوگ دل چسپی سے فولڈر کاٹ کر پڑھتے ہیں، پسند آتا ہے تو مانگ لیتے ہیں۔

اس سلیقے میں مہینہ کے ختم پر دو ایک گھنٹے کے لیے آٹو ڈرائیوروں کی میٹنگ کی جاتی ہے۔ وہ پورے ماہ کی رپورٹ دیتے ہیں کہ کتنے غیر مسلم افراد نے فولڈر لیے۔ کیا تاثرات سامنے آئے۔ سوالات اور اعتراضات کیا تھے۔ ان سے آئندہ رابطہ کی صورت کیا ہوگی۔ پھر آٹو رکشہ ڈرائیوروں کی تربیت کا پروگرام ہوتا ہے اس کے بعد اجتماعی طعام ہوتا ہے۔ بتدریج آٹو رکشہ کی تعداد بڑھائی جائے۔ کئی بڑے شہروں بنگلور، پونا، حیدرآباد وغیرہ میں جماعت اسلامی سے وابستہ افراد یہ کام کر رہے ہیں۔ تجربات بتاتے ہیں کہ اس دعویٰ کام کے نتیجے میں مسلم آٹو رکشہ ڈرائیوروں کی زندگی میں ایک بڑی تبدیلی آگئی۔ بعض غیر مسلم آٹو ڈرائیور بھی اس کام کو خوشی خوشی کر رہے ہیں۔

## ۱۱- ڈائیلگ پروگرام

موجودہ دور میں ڈائیلگ پروگرام کی بڑی اہمیت ہے۔ اس پروگرام کی ملکی

اور بین الاقوامی سطح پر بڑی پذیرائی ہو رہی ہے۔ اس کے دیگر نام بھی بہت معروف ہیں۔ اور Inter religious Dialogue اور Inter faith Dialogue اسے درج دید کی دریافت سمجھا جاتا ہے لیکن قرآن مجید نے ۱۳۵۰ سال قبل اس سلسلے میں واضح رہنمائی کی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ يَبْيَنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِلَّا نَعْبُدَ  
إِلَّا اللَّهُ وَلَا نُشَرِّكُ إِلَيْهِ شَيْئًا وَلَا يَتَخَذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ  
اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا الشَّهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۚ (آل عمران: ۶۲)

”آپ کہہ دیجیے اے اہل کتاب! ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے تمہارے درمیان  
یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ  
ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو رب نہ بنائے پھر اگر وہ منہ موڑیں تو تم  
کہہ دو اس بات کے گواہ رہو کہ بے شک ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔“

### مقاصد:

دعوت کی ترسیل کے ضمن میں اس کا خاص تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ اس پروگرام کے مقاصد درج ہیں۔

- ڈائیلاگ پروگرام مذاہب کے درمیان افہام و تفہیم اور ایک دوسرے کو قریب لانے کا ذریعہ ہے۔
- ڈائیلاگ کا ایک مقصد مذہبی تبادلہ خیال کو بڑھاوار دینا، امن اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لیے مل جل کر کام کرنا بھی ہے۔
- اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مذاہب کے سلسلے میں صحیح جانکاری سامنے آئے اور غلط فہمیاں دور ہوں۔

ہمارے خیال میں اس کا سب سے اہم اور بنیادی مقصد تلاش حق ہونا چاہیے۔ اس بات کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ خالق حیات و کائنات نے پہلے دن سے انسان کی اپنی جانب

### دعوت کے پروگرام اور طریقے

سے ہدایت اور رہنمائی کا سامان کیا تھا۔ وہ ہدایت اور رہنمائی کہاں ہے؟ کیا وہ صرف ایک بار انسان کو دی گئی تھی اس کے بعد انسانیت اس سے محروم ہو گئی ہے اور مذہب بنانے کا کام خود انسان کی ذمہ داری ہے۔ لیکن روشنی ہوا پانی وغیرہ کی طرح انسان ہمیشہ سے ہدایت اور رہنمائی کا بھی محتاج ہے۔ پہلے انسانی جوڑے (حضرت آدمؑ اور حومؑ) کو دی گئی ہدایت اور رہنمائی کا تسلسل کس شکل میں ہوتا رہا۔ اختتام کب ہوا؟ بہاں سے اللہ کے پیغمبروں اور آخری پیغمبر حضرت محمدؐ کا تصور مذہبی کتابوں اور قرآن مجید کے ذریعہ سامنے آتا ہے۔

غرض یہ کہ ڈائیلاگ پروگرام مقامی سطح پر ایک کمیٹی بنا کر کیا جاسکتا ہے۔ ڈائیلاگ پروگرام کے موضوعات مذہب میں خدا کا تصور، موت کے بعد زندگی کا تصور مختلف مذاہب میں، امن، ترقی اور نجات ہو سکتے ہیں۔ ان موضوعات پرمذہب کے رہنماؤں اور دانشوروں کو اظہار خیال کے لیے مدعو کیا جاسکتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ مقررین کی تعداد پانچ سے ہرگز زیادہ نہ ہو کیوں کہ صدارتی تقریر جو کسی دینی تنظیم کے ذمہ دار اور عالم دین کریں گے، اس کے لیے وقت ہی نہیں بچے گا۔ صدارتی تقریر میں ہی اصل پیغام اور تعارف اسلام ہو گا۔ نیز غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ مقررین زیادہ ہوں یا ان کے وقت کو اگر کنٹرول نہیں کیا گیا تو صدارتی تقریر مخصوص دس، پانچ منٹوں میں ختم کرنے کی نوبت آجائے گی یہ کسی صورت سے مناسب نہیں ہے۔ ایک غلطی عام طور پر یہ ہوتی ہے کہ کنویز سامعین میں کسی بڑی یا اہم شخصیت کو اظہار خیال کے لیے بلا لیتا ہے اور یہ سلسلہ دراز ہو جاتا ہے، پروگرام کنٹرول میں نہیں رہتا۔ پروگرام کے آخر میں مقررین کے شکریے کے ساتھ انہیں ترجمہ قرآن اور کتابوں کا تحفہ دیا جائے۔ سہولت ہو تو ظہرانہ یا عشا نیکاظم کریں۔ بک اسٹال کا انتظام بھی کریں۔

## ۱۲-آدی بآسی سماج

آدی بآسی اس ملک کی بہت قدیم آبادی ہے۔ اس کی تاریخ کم از کم پانچ ہزار سال پرانی ہے۔ آدی بآسی تقریباً ۹ فیصدی یعنی ۱۰۰ کروڑ کی تعداد میں ہیں۔ ہمارے ملک کی ۲۳-۲۵ ریاستوں اور ۶ یونین کے تحت علاقوں میں بستی ہے۔ مختلف قبائل کی تعداد سات سو چالیس سے

زیادہ ہے۔ یہ آبادی ایک کمزور اور مظلوم طبقے میں شمار کی جاتی ہے۔

آدی باسی اصلاً شرک اور بہت پرستی سے دور ہیں۔ ان کا نامہب کوئی ایک عقیدہ اور کتاب وغیرہ نہیں ہے۔ ان کی سماجی، ثقافتی اور تہذیبی زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد لیکن ہوتا ہے کہ یہ کسی نبی کی بگڑی ہوئی قوم ہیں۔ کیوں کہ بعض اسلامی خصوصیات بگڑی ہوئی حالت میں ان کے یہاں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ کسی دیوی یوتا کی پوجا اور پرستش نہیں کرتے۔ سرناہب بتاتے ہیں۔ خود کو ہندو نہیں کہتے۔ ہندو سماج کی طرح ان میں اونچ نیچ نہیں ہے۔ طبقاتی اور ذات پات کا نظام نہیں ہے۔ پوجا پاٹ کے لیے ایک درخت کو جنگل میں چن لیتے ہیں اس کے نیچے بکری کی قربانی دیتے ہیں۔ ان کے ہاں قبلیہ کا سردار مشورہ کرتا ہے۔ عورتوں کو عزت و احترام مقام حاصل ہے اور سوسائٹی میں ان کے لیے اہم رول ادا کرنے کے موقع ہیں۔ لڑکیوں کی شادی میں جہیز نہیں دیا جاتا بلکہ لڑکے والوں کو لڑکی کے باپ کو کچھ دینا ہوتا ہے جیسے اناج رقم اور گائے وغیرہ۔ گویا یہ مہر کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

آدی باسی سنگین مسائل سے دوچار ہیں۔ وہ بنیادی وسائل زندگی سے محروم رہ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ اب تعلیم، سرکاری ملازمتوں اور بعض مراعات کی وجہ سے حالات بتر تر بہتر ہو رہے ہیں لیکن آج بھی کروڑوں کی آبادی ناگفتہ بحالات میں زندگی بسر کر رہی ہے۔

مسلمان مختلف ریاستوں میں ان کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں۔ کہیں کہیں مسلمانوں کی تصویر ان کی نظر میں اچھی نہیں ہے کیوں کہ بعض مسلمان انہیں سودی قرض دیتے ہیں۔ ان کی لڑکیوں سے شادیاں کر کے بچے ہو جانے کے بعد ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔

رقم کی آدی باسی لیڈروں سے ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں۔ وہ مسلمانوں کے تعلق سے اچھے تاثرات کا اظہار کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے اچھے رویے کی ستائش بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے اعتراض کیا کہ ماضی قریب میں فرقہ پرست لوگوں نے مسلمانوں کے خلاف فسادات اور لوٹ مار میں انھیں استعمال کیا ہے۔ آدی باسی لیڈروں کو احساس ہے کہ وہ دوسروں کے آله کار بنائے گئے اور مسلمانوں پر مظالم توڑنے میں ان کو آگے بڑھایا گیا ہے۔ اب وہ ان کے خلاف

### دعوت کے پروگرام اور طریقے

اور مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ ان کا سب سے بڑا مسئلہ جل جنگل زمین اور Displacement ہے، جس کا کوئی حکومت حل نہیں نکال سکی۔ آدمی باسی آبادیوں میں رہتے ہوئے مسلمانوں کے لیے دعوت کے بہترین موقع ہیں۔ مسلمان بالعموم آدمی باسی آبادی میں دعوت کے کام سے غافل ہیں۔ یہاں تک کہ مسلم تنظیمیں اور ادارے بھی دعوت کے کام کی طرف اس طرح متوجہ نہیں ہیں جیسا کہ ضرورت اور افادیت ہے۔ ادھر پچھلے ساٹھ ستر برسوں سے فرقہ پرستوں اور فسطائی گروہوں نے مسلسل مسلمانوں کے خلاف نفرت اور دشمنی کا زہر گھولنے کا کام کیا ہے۔ ان میں ہندو ہونے کا احساس پیدا کیا۔ آدمی باسی صاف کہتے ہیں کہ وہ ہندو نہیں ہیں۔ فرقہ پرستوں کی ان کوششوں کے خراب اثرات پڑتے جارہے ہیں۔ دوسری طرف عیسائی مشنریوں نے ایک سو ستر (۱۷۰) سال سے زیادہ مدت سے آدمی باسیوں میں کام کیا ہے جس کے نتیجے میں ایک بڑی تعداد نے عیسائیت کو قبول کر لیا ہے۔ مسلمان اس طویل مدت کے دوران دعوت کے کاموں سے بالکل غافل رہے۔ ادھر پندرہ میں برسوں سے ان کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔

دعوت کے حوالے سے سب سے پہلا کام مسلمانوں کے کرنے کا یہ ہے کہ وہ آدمی باسیوں کے درمیان اسلام کے سفیر اور ترجمان بن کر کام کریں۔ مسلمان اگر ترجمہ قرآن اور دعویٰ کتب دیتے ہیں تو اسے پڑھنے کا موقع بعد آئے گا پہلے وہ مسلمانوں کی روزمرہ کی زندگی کا مشاہدہ اور تجزیہ کرتے ہیں۔ مسلمان تاجر، ڈاکٹر، کسان، ٹیچر، عالم دین، امام مسجد کی حیثیتوں سے وہ ان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ان کے بر塔وا اور سلوک کو دیکھتے ہیں۔ ان کو ہر جگہ اسلام کا نمونہ عملاً پیش کریں تو وہ دین حق کے بہت قریب ہوں گے۔

دوسرا ہم کام بے لوث خدمت کا ہے۔ آدمی باسیوں میں سے جو لوگ تعلیم یافتہ ہیں ان کی معاشی حالت بہتر ہے لیکن بالعموم یا اپنے ہی آدمی باسی سماج سے دور ہو گئے ہیں۔ عام آدمی باسی غربت، مفلسی اور بے روزگاری کا شکار ہیں۔ ان کے معاشی اور سماجی مسائل بھی ہیں۔ ان حالات میں ان کے ساتھ انسانی ہمدردی، غم خواری اور بے لوث خدمت کرنے والوں کو وہ اپنا خیر خواہ سمجھتے ہیں اور ان کی باتوں کو سنتے اور مانتے ہیں۔ ان کی یہاں اخلاقی خرابیوں کا کوئی موثر حل نہیں ہے۔ مثلاً شراب، زنا وغیرہ۔ اسی طرح سود کا مسئلہ ہے۔ ان کے موثر حل کے طور پر اسلام کو

پیش کیا جاسکتا ہے۔

آدمی بائیوں میں دعوت کے لیے ایک ضروری کام غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے۔ آدمی بائی برادران وطن کی طرح اسلاموفوبیا کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کا شکار ہیں۔ وہ اسلام کو دہشت گردی کا مذہب سمجھتے ہیں۔

لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کے سامنے حقائق پیش کیے جائیں اور اسلام کا صحیح تعارف کرایا جائے تو وہ متاثر ہوتے ہیں اور ان باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ انھیں اپنی غلط فہمیوں اور بدگمانیوں پر زیادہ اصرار نہیں ہوتا۔

آدمی بائیوں میں کام کرنے کے لیے ان کے سماج سے جڑ کر رہنا، گھل مل جانا اور ان سے گھر سے تعلقات قائم کرنا ضروری ہے۔ مسلمانوں کی جانب سے اس عمل کو وہ بے حد پسندیدگی کی نظر وہ سے دیکھتے ہیں۔ اس لیے مسلمان انفرادی اور اجتماعی طور پر اس سماج سے قریب ہوں۔ انفرادی، خاندانی اور سماجی سطح پر ان سے تعلقات بنائیں تو وہ مسلمانوں کی زندگی کو قریب سے دیکھ کر، عبادات کے طور طریق، مساوات اور عروتوں سے حسن سلوک اور مسلمان گھروں میں صفائی سترہائی سے اسلام کی اچھی تصویر ان کے سامنے آئے گی۔ یہ عمل دعوت کے کام میں بہت ہی معاون ثابت ہو گا۔

کچھ عملی کام ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان کاموں کو مسلمان انفرادی طور پر اور مل جل کر اجتماعی طور پر انجام دیں۔

وہ مسلمان جو آدمی بائی میں رہتے ہیں نماز، روزہ اور دیگر فرائض اسلام کی پابندی کرتے ہوئے طے کر لیں کہ دعویٰ مشن کے لیے اپنی زندگی لگادیں گے۔ اس جذبہ دعوت کے ساتھ وہ چند آدمی بائیوں سے ملاقاتوں اور تعلقات بڑھانے کا سلسہ شروع کر دیں۔ ان کا پورا تعارف حاصل کریں اور اپنا تعارف کرائیں۔ ان کی خوشی اور غنی کے موقع پر وہ محسوس کریں کہ آپ ان کے ساتھ ہیں۔ آپ ان کے خیرخواہ ہیں۔ ان کو دینے کے لیے آپ کے پاس فولڈر اور کتابچے ہونے چاہیے۔ ملاقاتوں میں جب بھی موقع ملے انھیں اسلامی تعلیمات اور پیغمبر اسلام کی سیرت اور واقعات بتائیں۔ وہ ان باتوں سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ غور کرنے

دعوت کے پروگرام اور طریقے

کی بات یہ ہے کہ ہزاروں میل دور سے کرسچین مشنریاں آتی ہیں اور اس آدمی بانی ریاستوں میں کام کرتی ہیں دیکھتے ہی دیکھتے عیسائیت پھیل جاتی ہے۔ اسلام کی دعوت کے لیے مسلمانوں نے کام کیا ہوتا تو آدمی بانی اس دین حق اور دین فطرت کو ضرور قبول کرتے۔ مسلمانوں کو آدمی بانیوں کے لیے بعض کام اجتماعی طور پر کرنے کی ضرورت ہے۔

ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

- ۱ ان کے طلباء اور طالبات کے لیے (۱۰ اور ۱۲ ایس کلاس) کو چنگ سینٹر قائم کرنا۔
- ۲ اسکول چھوڑ دینے والے بچوں اور بچیوں کے لیے ابتدائی کلاس چلانے کا انتظام کرنا۔
- ۳ فری میڈیکل کیمپ لگانا اور مفت دواوں کا انتظام کرنا۔
- ۴ ان کے گاؤں یا محلہ میں ڈسپنسری معمولی فیس کے ساتھ علاج اور ہومیوپٹیکی دواوں کا انتظام کرنا۔
- ۵ ان کو سرکاری اسکیوں کی جانکاری دینا اور سرکاری اسکیوں سے فائدہ اٹھانے میں رہ نمائی اور تعاون کرنا۔
- ۶ ان کے بی پی ایل کا رد، yellow card، بیواؤں، معذوروں اور بوڑھوں کے لیے وظیفے جاری کرنا۔
- ۷ ہر سال عیدِ ملن اور ربیع الاول میں سیرت رسول پروگرام منعقد کرنا۔ ترجمہ قرآن، فولڈر س اور کتابچے دینا۔
- ۸ شراب، سود، جو اونچیرہ جیسی سماجی برا بائیوں کے نقصانات کے بارے میں ان کے اندر شعور بیدار کرنے اور ان کے خاتمہ کے لیے کوشش کریں۔

### ۱۳۔ محروم و مظلوم طبقات

آدمی بانیوں کی طرح ایک بڑی آبادی دولت اور مظلوم و محروم طبقات کی ہے۔ یہ آبادی پورے ملک میں کہیں کم اور کہیں زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس کی تعداد ۵۵ تا ۶۰ کروڑ کے قریب ہے۔ اس کی ایک خاص تاریخ ہے، اس کے مخصوص رجحانات اور نفیسیات ہے۔ اس آبادی

کی تاریخ کم از کم چار ہزار سال پرانی ہے۔ یہ مظلومی، درد اور ڈر و خوف، ظلم و تشدد اور محرومی کی درد ناک تاریخ ہے۔ آج بھی ان کی مظلومی اور پسمندگی کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ آزاد بھارت میں ان کے لیے دستور ہند میں خصوصی مراعات دیے گئے ہیں لیکن اصل مسئلہ اپنی جگہ برقرار ہے۔ تغییبی، معاشری اور ظاہری حالات کے اعتبار سے یہ پہلے سے کہیں بہتر ہیں، بلکہ مسلمانوں سے تعلیمی اور معاشری اعتبار سے آگے ہیں۔ لیکن اصل مسئلہ سماجی پسمندگی، امتیازی سلوک اور نابرابری کا ہے، اس میں کوئی سدھا رہنیں ہوا۔

دولت کے لفظی معنی دبے اور کچلے، ٹوٹے اور حیر کرے ہوتے ہیں۔ دستور ہند میں ان کو شیڈول کاست اور دیگر بیک ورڈ طبقات کہا گیا ہے۔ کیا کوئی یقین کر سکتا ہے کہ کروڑوں کی آبادی آج بھی کاست اور سب کاست میں ظالمانہ تقسیم کا شکار ہیں۔

ملک میں ماضی کی تاریخ میں اس کی تفصیلات ملتی ہیں۔ ذات پات کا ایک عجیب و غریب نظام وجود میں لا یا گیا۔ کچھ انسانوں کو اس خود ساختہ نظام میں سب سے اوپر رکھا گیا اور وہ اعلیٰ ذات والے کھلانے، دوسرے درجے میں کچھ دوسرے انسان، اس کے بعد تیسرے درجے میں ایک مخصوص گروہ اور آخری درجے میں کچھ بذریعہ انسان جنہیں پہلے شود رکھا جاتا تھا۔ ان کے لیے بعد میں ہر یہاں کی اصطلاح بھی استعمال کی گئی لیکن یہ طبقہ اس اصطلاح سے شدید نفرت کرتا ہے اس لیے اب پہلی دونوں اصطلاحیں متروک ہیں۔ اب یہ دولت یا پچھڑے طبقے کے لوگ کھلاتے ہیں۔ کچھ ماہرین کا کہنا ہے یہ ذات پات کی تقسیم مذہب کی بنیاد پر کی گئی ہے، کچھ دوسرے ماہرین کا دعویٰ ہے کہ یہ پیشوں کی بنیاد پر ہے۔ اس کی وجہ جو بھی رہی ہو۔ یہ ایک ظالمانہ، غیر انسانی، غیر اخلاقی اور وحشیانہ تقسیم در تھیں ہے۔ کیوں کہ آگے چل کر سب سے نیچے اور آخری درجے میں پھر مزید تقسیم ہوئی یہاں تک کہ آج ہزاروں کی تعداد میں ذاتیں اور پھر ذاتوں کی ذاتیں کاست و سب کاست سسٹم قائم ہے۔ غصب یہ ہے کہ ایک درجے یا ذات کے لوگ دوسرے، تیسرے اور چوتھے درجے سے اوپر والے درجے میں جانہیں سکتے۔ اس طرح سب سے نیچے درجے یعنی دولت طبقہ کا اصل فرض اوپر کے تینوں درجے کے لوگوں کی خدمت کرنا ہے۔ یہی ان کا دھرم ہے۔ اس طبقے کے لوگوں کو انسانی حقوق اور سماجی عدل سے

### دعوت کے پوگرام اور طریقے

محروم کر دیا گیا۔ تعلیم اور روزگار کے موقع چھین لیے گئے۔ عزت، خودی، روزی اور برابری کے فطری اور پیدائشی حق سے محرومی کے بعد یہ طبقہ جانوروں سے بدتر حالات کو پہنچ گیا۔ ظالمانہ نظام سے چھکارا پانا ناممکن بنا دیا گیا۔

اس طبقے کے حالات کو بہتر بنانے کے لیے ماضی میں کئی اہم شخصیتوں نے زبردست جدوجہد کی اور تحریکیں چلائیں۔ اس سے کچھ حالات بدالے، سہوتیں حاصل ہوئیں۔ لیکن انسانی خودی، برابری اور سماجی مساوات کا اصل اور بنیادی مسئلہ حل نہیں ہوا۔ ان اہم شخصیتوں کے نام درج ذیل ہیں:

- جیوتی باپھلے (1827-1890)
- ڈاکٹر بابا صاحب امبدیکر (1891-1956)
- شاہومہراراج (1874-1922)
- راما سوامی نائیکر پیری یار (1879-1973)
- پنٹ پاؤن داس

ان تمام مصلحین نے اسلام کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ بعض نے تو دلوں اور دیگر محروم طبقات کو علی الاعلان اسلام قبول کرنے کے لیے کہا ہے۔ بعض تنظیموں نے ان طبقات کی ہمدردی اور توجہ اپنی طرف موڑنے کے لیے میڈیا اور لٹریچر کے ذریعہ غلط فہمیوں کو پھیلانے کی کوشش کی ہے۔

ان میں سے ایک غلط فہمی یہ ہے کہ ڈاکٹر بابا صاحب امبدیکر اسلام کو محنت ناپسند کرتے تھے۔ مسلمانوں کے وجود کو اس ملک کا مسئلہ سمجھتے تھے۔

دوسری غلط فہمی انہوں نے یہ پھیلائی ہے کہ دلت اور مظلوم و محروم طبقات کی بدترین حالات اور ڈلت و پسمندگی کا اصل سبب مسلمان بادشاہ اور ان حکومتیں ہیں۔ ورنہ دلت طبقات پہلے بہت اچھی حالت میں تھے۔ یہ راس جھوٹ ہے۔ تاریخی حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ زیادہ سے زیادہ ساتویں صدی سے شروع ہوتی ہے۔ دلوں پر مظلوم اور استھان اور ان کے ساتھ چھوا چھوت کا سلسلہ چار ہزار سال سے جاری ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی کتب

(وید وغیرہ) میں ذات پات کا نظام اور اس کی تفصیلات آج بھی موجود ہیں۔ منو کے مطابق مسلمانوں کی آمد سے ہزاروں سال قبل ذات پات کا یہ ظالمانہ نظام مضبوطی سے قائم تھا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے کے بعد حکمرانوں نے رواداری اور مذہبی آزادی اور عدم مداخلت کی پالیسی کے تحت ان پرمانہ طبقات اور ذات پات کے نظام کو بدلنے یا اس کے خاتمہ کی کوشش نہیں کی۔ مظلوموں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ دوسری طرف تاریخ بتاتی ہے کہ اس ملک میں اولیائے کرام اور صوفیہ تشریف لائے۔ ان مظلوموں اور محروم طبقات کو گلے لگایا۔ لنگر جاری کیے۔ ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ ان سے اسلام کی تعلیمات کے مطابق حسن سلوک اور حسن اخلاق کا رویہ اختیار کیا۔ نتیجہ یہ چلا کہ بڑی تعداد میں ان پرمانہ آبادیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ہمیشہ کے لیے ذات پات کے نظام سے چھٹکارا پالیا۔ دولت یا نجی ذات کا درجہ ختم ہوا۔ مسجدوں میں پنج وقت نمازوں اور عید گاہ، قبرستان ہر جگہ برابری حاصل ہوئی۔ انہوں نے عزت نفس اور خودی کی نعمتوں کو پالیا۔

ایک ہی صفت میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز

نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

آج ان مظلوم طبقات میں کام کرنے کی کتنی ضرورت ہے؟ غور کرنے کی بات ہے۔

اس تلخ حقیقت کو مسلمان سامنے رکھیں کہ آزادی کے بعد تنہیں ہزار سے زیادہ فسادات ہوئے ہیں، ان فسادات میں چالاک لوگوں نے جن میں سیاست داں، مسلم شمن تنظیموں کے قائدین اور میڈیا وغیرہ کے لوگ شامل ہیں، مسلمانوں کے خلاف لوٹ مار، آگ لگانے اور ظلم و تشدد کے واقعات میں اسی طبقے کے لوگوں کو ورغلائ کراور شراب پلا کر آمادہ کیا۔ میدان میں اتارا۔ چالاک لوگ خود تو میدان میں نہیں آئے لیکن انسانیت کے خلاف کاموں میں دولت طبقات کا استعمال اور استھان کرتے ہیں۔ رقم کی بعض دولت قائدین سے متعدد مرتبہ ملاقا تیں ہوئی ہیں۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ مااضی میں یہ ظلم و ستم ڈھانے کے لیے انہیں استعمال کیا گیا لیکن اب وہ جان گئے ہیں اور یہ سب نہیں ہونے دیں گے۔ اس صورت حال میں مسلمانوں کو آگے کے بڑھ کر ان سے تعلقات قائم کرنا چاہیے۔ ملاقاتوں، دوستی اور تعلقات کے بے شمار فائدے ہیں۔ ان

## دعوت کے پروگرام اور طریقے

طبقات کو اسلام کو سمجھنے کا موقع ملے گا۔ مسلمان ان طبقات کو دوست بنالیں۔ کوئی دوسرا کوشش کے باوجود دشمن نہیں بن سکے گا۔ دعوت دین پیش کرنے کے موقع خوب ملیں گے ان سے فائدہ اٹھائیں۔ آج اس ملک میں مسلمانوں کی آبادی کیا کسی عرب، ترکی یا مسلم ملک سے آئی ہے؟ ظاہر اس کا جواب نفی میں ہے۔ صوفیائے کرام اور اولیائے کرام نے خاص طور پر دعوت دین کے لیے ان طبقات سے ملاقاً تین کیں۔ محبت اور خلوص بھر اسلوک کیا۔ اسلامی اخلاق و کردار اور سیرت کامنونہ ان کے سامنے رکھا۔ خاص طور پر توحید اور انسانی مساوات (وحدت اللہ اور وحدت انسان) کے اسلامی دعوت کے زریں اصولوں نے انھیں بے حد متابڑ کیا اور پورے ملک میں مختلف جگہوں پر انھوں نے اسلام کو قبول کیا ہے۔ جب ماضی کی تاریخ میں ایسا ہوا ہے تو آج دعوتی کوششوں کے نتائج دوبارہ اسی طرح نکل سکتے ہیں۔

اسلام سب سے بڑھ کر مظلوم و محروم طبقات کا حامی اور ان کے حقوق کا علم بردار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کی کسوٹی یہ ہے کہ اس کے بندوں بالخصوص کم زوروں، بے کسوں اور مظلوموں سے کتنی محبت ہے۔ ان کے حقوق کی ادائیگی کے لیے کتنی فکر اور کوشش ہے۔ ان کے اوپر ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کرنے کی طرف توجہ کا کیا حال ہے؟ انبیاء کے ذریعہ اپنی قوموں میں جب دعوت پیش کی گئی تو سب سے پہلے انہی کمزوروں، بے کسوں اور غلاموں نے آگے بڑھ کر اسلام قبول کیا۔ اسلام کے سوالان کے بنیادی مسئلہ کا حل کسی کے پاس نہیں ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آخرت کی زندگی، نجات، رضاۓ الہی، جنت اور دوزخ کے تصورات صرف اسلام پیش کرتا ہے۔ اسلام کے علاوہ جتنے حل پیش کیے گئے ہیں وہ ناقص، نامکمل اور ناکام ہیں۔ وہ اخروی زندگی کے بارے میں کوئی تصور پیش نہیں کرتے، اگر کچھ باتیں پیش کی ہیں تو وہ محض قیاس و مگمان ہے۔

ایک اہم پہلو یہ ہے کہ دولت بھائیوں کی مختلف سیاسی، غیر سیاسی اور سماجی تنظیمیں ہیں ان میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ ان کے مختلف پروگرام اور کانفرنسیں وقتاً فوقتاً ہوتی ہیں۔ اکثر مسلمان حضرات ان پروگراموں میں شریک ہو کر انہی کے ایجنسٹے اور پروگرام کی باتیں کرتے ہیں۔ حالاں کہ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کچھ دنیوی فائدے حاصل ہو جائیں گے لیکن ان کی آخرت کی زندگی ناکام ہو جائے گی۔ انہیں اسلام کی دعوت دینا چاہیے۔ اسی میں ان کے دنیوی

مسائل کا حل ہے اور آخرت میں جہنم کے عذاب سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔

حضرت محمدؐ کا یہ عظیم کارنامہ تاریخ میں محفوظ ہے کہ آپؐ نے وحدت اللہ اور وحدت انسان کی بنیاد پر انسانی برابری قائم کر کے ایک عالمگیر برادری بنائی۔ ذات پات اور اونچ نجت سے پاک معاشرہ تھا۔ قرآن کی یہ رسمائی کس قدر واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَأَيُّهَا النَّاسُ إِذَا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَرَّةٍ وَّأَنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَائِيلَ  
لِتَعَاوَرُ فُؤُاطٍ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتُقْسِكُمْ ۝

(الجراثیم: ۱۳)

”اے لوگو! بلاشبہ ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے

تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پچانو بلاشبہ اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ عزت والا (وہ ہے) جو تم میں سب سے زیادہ متین ہے۔“

مسلمانوں کے ایمان ولقین کا یہ اہم جز ہے کہ تمام انسانوں بالخصوص کم زوروں، مظلوموں اور زیرستوں کے مسائل کا حل صرف اسلام میں ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اخودی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور عذاب جہنم سے بچنے کی واحد راہ اسلام ہی پر چلنا ہے۔ یہ چیزیں کسی قانون سازی، آرڈینس، سرکاری احکام اور سیاسی اقتدار سے حاصل نہیں ہو سکتی ہیں۔

مسلمانوں کی خاص توجہ دلت بھائیوں کے محلوں، بستیوں اور گاؤں میں کام کرنے کے سلسلے میں ضروری ہے۔ دراصل دلت اور مسلمان دونوں ایک دوسرے کے قدرتی حليف ہیں۔ دلوں کی اپنی جدوجہد، ایجنسی اور پروگراموں میں خدا، مذہب اور آخرت کا دور دور تک بھی کوئی تصور نہیں ہے۔

دلت بھائیوں کی علاقائی اور ملک گیر پیانے کی بہت ساری تنظیمیں اور سیاسی پارٹیاں ہیں۔ ان کے قائدین سے ملاقاتوں کے بعد اندازہ ہوا کہ وہ مسلمانوں کا تعاون اپنے ایجنسی کی تکمیل کے لیے ضرور چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کو قریب کرنے کے لیے ان کے مسائل میں ہمدردی جاتے ہیں۔ بعض مسائل کو حل کرنے کی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن عملاً ایسا کچھ نہیں ہے۔ ان کی لچکی اس بات میں ہے کہ اقتدار حاصل کرنے کی کوششوں میں مسلمان اپنے وسائل، صلاحیتوں اور اوقات سے ان کا بھرپور ساتھ دیں۔ ایک بار اقتدار ہاتھ آجائے تو اعلیٰ ذات

والوں سے چن چن کر بدلہ لیں۔ یہ ایجنسیا مسلمانوں کا نہیں ہو سکتا۔ دلت ہوں یا مسلمان سیاسی طور پر کہیں متعدد ہیں۔ اعلیٰ ذات سے بدلہ لینا ایک منفی ایجنسیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر ظالم خواہ اس کا مذہب، رنگ و نسل کچھ بھی کیوں نہ ہو مسلمان اس کے خلاف ہوں گے، اسی طرح وہ ہر مظلوم کے ساتھ ہوں گے۔ خلاصہ یہ کہ مسلمان کسی کے ہاتھوں نہ استعمال ہوں نہ ان کا استھصال کوئی اپنے مقاصد کے لیے کرے۔ مذہب، خدا اور آخرت کے بارے میں ان کے تصورات جس مذہب کے تحت ہیں اسی مذہب کے ہاتھوں ظلم و ستم اور تشدد کا شکار رہے ہیں۔ ایسی صورت میں انہیں بتانا ضروری ہے کہ اسلام کس طرح کا مذہب ہے، اس کا تصور خدا، تصور آخرت اور تصور انسان کیا ہے۔ وحدتِ تعالیٰ یعنی انسانوں کا ایک ماں باپ کی اولاد ہونا۔ آپس میں برابر ہونا، عظمت اور تکریم انسانیت جیسی قدریں ان کو سمجھنا ہوگا۔ ان کے کیدڑ سے ملاقاتیں اور تعلقات ہر سطح پر بڑھائیں۔

دلوں کے سیاسی وغیر سیاسی قائدین کے بعدان کے پیرواؤں میں کام کرنے کے بھرپور موقع ہیں، ان سے فائدہ اٹھائیں۔ البتہ ملک میں جمہوریت اور جمہوری قدروں کی حفاظت، دستور ہند کے باقی رہنے، سماجی خرایوں کو دور کرنے، دلوں اور مسلمانوں کی تعلیمی اور معاشی پسمندگی کو دور کرنے کے لیے مل جل کر کام کرنے کی بھرپور گنجائش ہے، بلکہ یہ کام وقت کی اہم ضرورت ہے۔

دلوں اور دیگر مظلوم اور محروم طبقات میں کام کے سلسلے میں ایک پروگرام ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ بعض کام انفرادی طور پر اور بعض مل جل کر کرنے کے لیے ہیں۔

ان کے منتخب محلوں اور بستیوں میں خدمتِ خلق کے درج ذیل کام کیے جاسکتے ہیں:

۱- مستحق، بیتیبوں اور بیواؤں کے لیے ذی حیثیت اور صاحب مال لوگوں سے اسپانسر شپ کے ذریعہ مدد کرنا۔

۲- ان کی آبادیوں میں صحت، صفائی و سترائی کی بنیادی معلومات اور بیداری پیدا کرنے کے لیے ڈاکٹروں کے لیکچر رکھے جاسکتے ہیں۔

۳- ان کی خواتین اور لڑکیوں کے لیے بھی پروگرام منعقد کریں۔

- ۱- ان کی آبادیوں میں فری میڈیکل یمپ لگانا۔
- ۲- مستحق مریضوں کے بڑے اور مہنگے آپریشن کے لیے سرکاری اسکیم سے امداد لوانا۔
- ۳- تعلیمی میدان میں درج ذیل کام کیے جاسکتے ہیں:
- ۱ مستحق طلبہ اور طالبات کے لیے کوچنگ کاظم یا کوئی کوچنگ سینٹر قائم کیا جا سکتا ہے۔
  - ۲ مستحق طلبہ اور طالبات کی فیس، یونی فارم اور اسکالر شپ کاظم کرنا۔
  - ۳ ان کے لیے مرکزی اور یاستی حکومتوں کی فلاجی اسکیموں کا تعارف کرانا۔ ان اسکیموں سے فائدہ اٹھانے کے لیے تعاون کرنا۔
- دیگر کام جو حسب ضرورت کیے جاسکتے ہیں:
- ۱- ان کا بی پی ایل کارڈ بنانے میں رہنمائی اور مدد کرنا۔
- ۲- بیواؤں، ضعیفوں اور بوڑھوں اور معذوروں کے لیے سرکار سے ملنے والا وظیفہ دلانا۔
- ۳- شراب اور دیگر برا آئیوں سے چھکارا دلانے کے لیے ذہن سازی کا پروگرام کرنا۔ نشہ مکت کیندر میں علاج وغیرہ کے اہتمام میں مدد کرنا۔
- ۴- ان کے محلے کی لا سبیری یا گاؤں کے دلت سرپنج کے نام دینی رسالہ اور شریچ فراہم کرنا۔
- کچھ خصوصی پروگرام بھی کیے جاسکتے ہیں۔
- مثلاً ہر سال ان کے محلوں میں جا کر یا گاؤں میں عید ملن اور ریچ الاول میں سیرت رسول کے پروگرام منعقد کرنا۔ ان دونوں موقع پر مل جل کر کھانا کھانے کا خاص اہتمام کریں۔
- عید ملن اور سیرت رسول کے سلسلے پروگراموں کی تفصیل اسی کتاب میں دعوت دین کے اجتماعی طریقے کے تحت درج ہے۔

### ۱۲- مدرسہ وزٹ پروگرام (مدرسہ پرستیچہ پروگرام)

امریکہ نے جب باقاعدہ منصوبہ بنایا کہ اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گرد بتا کر پروپیگنڈہ شروع کیا تو اس کے اثرات دیگر ممالک پر بھی پڑے۔ ہمارے ملک میں دہشت گردی کے واقعات میں نائن الیون کے بعد اضافہ ہوا۔ اس سلسلے میں بے قصور مسلم نوجوانوں کو گرفتار کر کے

### دعوت کے پروگرام اور طریقے

جیلوں میں ڈالنے کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ عدالتون سے بے قصور ثابت ہو کر جیلوں سے رہائی میں چار پانچ برسوں سے لے کر رسولہ سے بیس برسوں کا طویل وقفہ ہوتا تھا۔ مسلم نوجوانوں کی جوانی جیل کی نذر اور ان کے خاندان معاشری طور پر تباہ و بر باد ہو گئے۔ میدیا بالکل بے لگام ہو گیا۔ ہر دہشت گردانہ واقعہ پر میڈیا ٹرائل اور میڈیا ٹیر کی اصطلاحات عام ہو گئیں۔ دہشت گردی کے اس پروپیگنڈے کی زد میں دینی مدارس بھی آگئے۔ چنانچہ اس وقت سے لے کر آج تک دینی مدارس کو دہشت گردی کا اڈہ کہا جا رہا ہے۔ ایک سیاسی لیڈر نے توحید کردی جب انہوں نے کہا کہ دینی مدارس دہشت گردی کی گنگوترا ہیں۔ دینی مدارس کا نصاب اور نظام پر جھوٹے الزامات لگائے گئے۔ دینی مدارس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ جہادی تیار کرتے ہیں اور وہاں دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو قتل کرنے کی تعلیم اور تربیت دی جاتی ہے۔ کبھی کہا گیا کہ دینی مدارس میں طالبان کو تیار کیا جاتا ہے جو ملک کے امن و امان اور تعمیر و ترقی کے دشمن ہیں۔ کئی سال قبل کی بات ہے مرکزی سرکار نے ملکی سلامتی کے سلسلے میں کمیٹی بنائی تھی۔ اس کی رپورٹ میں دینی مدارس خاص طور پر سرحد پر مدارس کے سلسلے میں بہت نامناسب باتیں بلکہ جھوٹے الزامات لگائے گئے۔ ادھر دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈے کی شدت میں کمی تو آتی ہے لیکن غلط پروپیگنڈے کے اثرات آج بھی اکثر بھولے بھالے لوگوں کے ذہنوں میں موجود ہیں۔

حقائق کی بات کریں تو دینی مدارس کا سلسلہ تقریباً اس ملک میں پونے دوسو برس پرانا ہے۔ مدارس پورے ملک میں پائے جاتے ہیں اس کے باوجود یہاں طلبہ اور طالبات کی تعداد محض 2.05 تا 3 فیصد ہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مدارس کے علمائے کرام (اساتذہ) اور طلبہ کو ہمیشہ مسلم معاشرے میں ہی نہیں، بلکہ برادار ان وطن کے درمیان بھی احترام اور قدر حاصل تھی۔ پروپیگنڈے کی وجہ سے جب ذہنوں میں زہر گھولایا تو متعدد واقعات پیش آئے، کہیں طلبہ کو مارا پیٹا گیا۔ کہیں ٹرینیوں سے اتارا گیا۔ ان سے رقمیں اور دیگر اشیاء چھین لی گئیں۔ دینی جماعتوں نے دہشت گردی کے ہر چھوٹے بڑے واقعہ کی مذمت کی۔ غیر جانب دارانہ اور شفاف تحقیقات کا مطالبہ کیا اور اصرار کیا کہ جو بھی قصور و ارتباہت ہوں ملکی قانون کے تحت انھیں سزا دی جائے۔ دہشت گردی کو مدارس اور اسلام سے یا کسی مذہب سے جوڑنا غلط ہے۔ ملک کے اہم اور بڑے

مدارس نے بھی دہشت گردی کی ہمیشہ مذمت کی ہے۔

ایسے حالات میں دینی مدارس کا صحیح تعارف کرنا ضروری ہے، تاکہ غلط فہمیاں دور ہوں۔

آج تک کسی دینی مدرسے کا کوئی طالب علم دہشت گردی کے کسی واقعے میں ملوث نہیں ہے۔

دینی مدارس میں طلبہ اور طالبات کو قرآن و سنت کی تعلیم کے ساتھ ان کے اخلاق و کردار کو بنانے سنوارنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ انسانیت اور روحانیت کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔

مسلمانوں کے لیے موجودہ اور آئندہ حالات میں نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنی مساجد

اور دینی مدارس کو برادران وطن کے لیے کھول دیں۔

اپنے اپنے مقام پر دینی مدرسے کے وزٹ یا تعارف کے لیے مدرسے کے ذمہ داران برادران وطن کو اپنے مدرسے میں آنے کی دعوت دیں۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ غیر مسلم حضرات کی فہرست مرتب فرمائیں۔ مثلاً تاجر، اساتذہ، مذہبی رہنماء، پولیس، وکلا، جس، تعلیمی اداروں کے ذمہ داران۔ ادب اور شعراء، صحافی، صنعت کار، ڈاکٹرس، انجینئرس، سیاسی پارٹیوں کے سربراہ۔ ایک ایل اے، ایک پی اور سنگھ پریوائر کے مقامی ذمہ داران وغیرہ۔ مدرسے کے دو تین افراد وہود بنا کر ان حضرات سے ملاقات کریں اور انھیں مدرسے کے وزٹ کی دعوت دیں۔

مدرسہ پہنچنے پر ان حضرات کا استقبال نہایت گرم جوشی اور مسرت کے ساتھ ہونا چاہیے۔

اس موقع پر پورے مدرسے اور کلاس روم، طہارت خانے بیت الاخلا وغیرہ کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ چائے ناشتا کا سلیقے کے ساتھ اہتمام کرائیں۔ ان کو مدرسہ کا تعلیمی نظام سمجھائیں۔ منتخب طلبہ سے ملائیں۔ ممکن ہو تو ایک پروگرام ضرور کریں۔ ایک مشورہ یہ ہے کہ مدرسے کے سالانہ جلسہ میں ہر مرتبہ کبھی پولیس، آفسر، کبھی صحافی، کبھی نامور وکیل یا مقامی معروف وطنی شخصیت کو مہمان خصوصی بنائیں۔

مدرسہ کی وزٹ اور پروگرام کے بعد ان کے تحریری تاثرات وغیرہ حاصل سکتے ہیں تو ضرور حاصل کر لیں۔ ان کی دستخط اور فوٹو کے ساتھ یہ ایک ریکارڈ ہوگا۔ فوٹو الیم میں بھی ان کا ریکارڈ رکھیں۔ موبائل وغیرہ سے پروگرام کی فوٹو گرافی اور ریکارڈ بگ ہونی چاہیے۔

مدرسہ وزٹ کے پروگرام میں آنے والے معزز برادران وطن کے مذہبی جذبات کا خاص

## دعوت کے پروگرام اور طریقے

۶۶

خیال رکھیں۔ کسی تقریر یا اظہار خیال میں ان کو کافر اور مشرک نہ کہا جائے ورنہ وہ اپنی توہین محسوس کریں گے، یا ان کے جذبات مجوہ ہوں گے۔ آیات قرآنی کے ترجمے میں کافر کی جگہ انکار کرنے والے کہہ سکتے ہیں البتہ مشرک کی جگہ مشرک یا ترجمہ میں جو لفظ موزوں ہو وہ استعمال کریں۔

## ۱۵-مسجد پر چیزیں (مسجد و مسجد پروگرام)

مسجد پر چیزیں پروگرام ہمارے ملک ہی میں نہیں بلکہ دنیا میں مقبول ہو رہا ہے۔ برادران وطن اس پروگرام سے بہت زیادہ مناثر ہوتے ہیں۔ ان کے تاثرات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسجد اور نماز سے متعلق باتوں کو بالکل نہیں جانتے ہیں، بلکہ غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔ رقم ایک مرتبہ راجستھان کے ایک بڑے شہر کے دورے پر تھا۔ جماعت اسلامی کے مقامی رفتاق نے سکھ گردوارے کے مذہبی رہنماؤں کی گرفتاری صاحب سے ملاقات کا وقت لیا تھا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر گرفتاری صاحب کے گردوارے کی آفس میں بہت اچھی ملاقات رہی۔ وہ بھی بہت خلیق اور منکسر المزاج تھے۔ ایک گھنٹہ بات چیت ہوتی رہی۔ اسلام، قرآن اور حضرت محمدؐ کے سلسلے میں سوالات تھے جن کے جوابات دیے گئے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ ایک سوال بہت عرصے سے میرے ذہن میں ہے، اگر آپ برانہ مانیں تو میں پوچھ لوں۔ میں نے کہا کہ ضرور پوچھ لیں۔ برامانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان روزانہ پانچ مرتبہ مسجدوں سے اکبر بادشاہ کا نام لیتے ہیں، ایسا کیوں ہے؟ مجھے اس پر تعجب اور بے حد افسوس بھی ہوا کہ صدیوں سے اس ملک میں رہتے ہوئے ہم مسلمانوں نے دیگر مذاہب کے مانے والوں کو اذان اور نماز جیسی بنیادی باتوں کے متعلق واقف نہیں کرایا۔ چنانچہ گرفتاری صاحب کو پوری اذان سنائی گئی اور اس کا ترجمہ اور تشریح سمجھایا گیا۔ اس کے بعد ان کی غلط فہمی دور ہو گئی۔ انہوں نے ترجمہ قرآن پڑھنے کی خواہش کی۔ انہیں ہندی میں ترجمہ قرآن اور ہندی کتب مطالعہ کے لیے دی گئیں۔

اذان کی طرح پنج وقتہ نمازوں اور مسجد کے بارے میں برادران وطن کچھ نہیں جانتے۔ مسلمانوں نے ان کو بتایا ہوتا تو وہ یقیناً جانتے۔ جانے کے سلسلے میں ان کی دلچسپی ضرور ہے۔ ہمارے ملک اور ساری دنیا میں مسجد کے تعارف کا پروگرام مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ برادران وطن کو اس پروگرام

کے ذریعے اذان، مسجد کے نظام، وضو اور نماز وغیرہ کے سلسلے میں معلومات فراہم کی جاتی ہے۔ مہاراشر میں مسجد پریچیہ پروگرام کے بعد شیوینا کے اخبار سامنا نے پہلے صفحہ پر سرفہی لگائی کہ مسلمانوں نے غیر مسلم بھائیوں کے لیے اپنی مسجد کھول دی۔ برادران وطن کا مسجد دیکھنے اور وضو، اذان، نماز، دعا، سورہ فاتحہ کا ترجمہ و دیگر دوچھوٹی چھوٹی سورتوں اعصر اور اخلاق کے ترجمے کو سمجھ لینے کے بعد بہت تیقی تاثرات سامنے آئے ہیں۔ ایک برادر وطن کہتا ہے: سچی روحانیت کا تجربہ مسجد میں ہوا۔ دوسرے برادر وطن نے بتایا کہ وہ سمجھتے تھے کہ مسجد میں نعمود باللہ محمد نامی بٹ کی پوجا اور پرستش مسلمان کرتے ہوں گے۔ ایک برادر وطن کو جہت ہوئی کہ مسجد میں کوئی برت یا کوئی تصویر بالکل نہیں ہے۔

مسجد و زٹ یا پریچیہ کے پروگرام کی اچھی تیاری کریں۔ ایک دعوت نامہ تیار کر لیں جس میں دن، وقت، مقام اور مسجد کا نام و پورا پتہ درج کریں۔ دعوت نامہ مسجد کمیٹی یا متولی مسجد کی جانب سے ہو سکتا ہے۔ مدعوئین کی فہرست بھی تیار کر لیں۔ خاص طور پر اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں، پولیس آفیسرس، انتظامیہ، بڑے تاجر و میوں، صافیوں، وکلا، صنعت کار، ادیبوں اور شاعروں کو دعوت نامہ ضرور بھیجنیں۔ مسجد میں صفائی سترہائی کا باقاعدہ اہتمام کریں۔ برادران وطن جب مسجد میں پہنچیں تو ان کو شروع سے تمام باتوں کی مختصر تعریج کر کے بتانے کے لیے دو تین حضرات کو تیار کریں کیوں کہ برادران وطن کی تعداد زیادہ ہونے پر ۲۰، ۲۵ یا ۳۵ افراد پر مشتمل گروپ بنائ کر ہر گروپ کو ایک داعی ساری باتیں بتائیں۔ یہ پروگرام کسی جلسہ یا میٹنگ کی طرح نہیں ہے۔ مسجد و زٹ کرنے والوں کو کھڑے کھڑے ہی باتیں سمجھانا ہوگا۔ سوالات و جوابات کا موقع آخر میں ضرور کھیں۔ مسجد میں وضو، اذان، نماز کی فضیلت اور دعا وغیرہ پر اچھی کتابوں کا اسٹائل لگائیں۔ پروگرام کے آخر میں چائے، ناشتا کا نظم کریں۔ ایک اہم کام ہے کہ برادران وطن کے تاثرات ویدیو ریکارڈنگ میں محفوظ کر لیں۔ یہ پروگرام پورا لایو کریں تو بہت اچھا ہے۔ مسجد آنے والوں کی گاڑیوں کی پارکنگ اور حفاظت کا انتظام بھی ہونا چاہیے۔

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اس پروگرام کی زیادہ تشویش کرائیں۔ تمام شرکاء اذان، نماز، مسجد کے تعارف اور بنیادی اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب تھنے میں دیں۔ ایک فیڈ بیک فارم بنائ کر ان سے فیڈ بیک حاصل کریں۔ وطنی خواتین کی شرکت کے تعلق سے بہت

## دعوت کے پروگرام اور طریقے

۱۸

احتیاط کے ساتھ اور مشورہ کر کے کوئی مناسب فیصلہ کر سکتے ہیں۔  
پروگرام کے بعد ایک جامع رپورٹ تیار کر کے اپنی طرف سے اخبارات کو اشاعت  
کے لیے بھیجنا بھی مفید ہو گا۔

مسجد پر تیچیہ یا وزٹ پروگرام میں برادران وطن کو یہ بتائیں بتانا ضروری اور مفید ہو گا:  
سب سے پہلے مسجد کا تعارف کرائیں کہ ایک لاثریک اللہ کی جو خالق، مالک، پانہمار  
ہے عبادت کی جگہ ہے۔ خدا کے لیے اللہ کی اصطلاح اس لیے استعمال کی جاتی ہے کہ اس کی کوئی  
جمع نہیں ہے اور اس کی کوئی مونث اصطلاح بھی نہیں ہے۔

یہ سب کا اللہ ہے صرف مسلمانوں کا نہیں۔ مسجد میں صبح سے رات تک پانچ مرتبہ نماز  
ادا کی جاتی ہے۔ مسجد میں کوئی شور ہنگامہ نہیں کرتا ہے، کوئی موسيقی گانا بجانا اور رقص و سرورد کرنا  
سخت منع ہے۔ یہ پرسکون طور پر نماز یا اللہ کی یاد اور عبادت کرنے کی جگہ ہے۔ یہ بھی بتائیں کہ  
مسجد میں جہاں بھی خواتین کے لیے انتظام ہے تو وہاں خواتین نماز ادا کر سکتی ہیں۔ چنانچہ کئی  
مسجدوں میں یہ سہولت اور انتظام ہے تو خواتین کم از کم نماز جمعہ کے لیے جاتی ہیں۔ اسلام میں  
مردوں اور عورتوں کی مخلوط مجلسوں کی اجازت نہیں ہے۔ الگ انتظام ہو تو خواتین شریک ہو سکتی ہیں۔  
مسجدوں کا خدا کے ذکر اور عبادت و نماز کی وجہ سے دنیا کی پاکیزہ جگہوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں  
روحانیت اور اعلیٰ اخلاق کا ماحول چھایا رہتا ہے۔

- مسجد کا تعارف اور آداب
  - مسجد میں داخل ہونے کی دعا
  - وضو کیا ہے؟ دعا میں اور فضیلت
  - طہارت کے اسلامی آداب
  - اذان کا تعارف۔ اذان مع ترجمہ سنائیں
  - نماز کا طریقہ، سورہ فاتحہ اور سورہ عصر اور سورہ اخلاص مع ترجمہ
  - مسجد میں امام۔ منبر۔ صاف بندی کی تشریح مساوات
  - مسجد سے باہر نکلنے کی دعا۔
-

## برادران وطن سے انفرادی و اجتماعی ملاقات میں گفتگو کے آداب

تمہید

دعوت کوششوں میں انفرادی اور وفاد کی شکل میں (اجتماعی) ملاقاتیں بہت اہم ہیں۔ یہ ملاقاتیں منصوبہ بند انداز سے ہونی چاہیے۔ پہلی ملاقاتات کے موقع پر تعارف حاصل کرنے اور گفتگو کے بعد اس سلسلے کو مستقل جاری رکھ کر روابط میں بدلنا چاہیے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی ہنگامی اور عارضی موقع کی مناسبت سے ملاقاتات کرنا۔ ان دونوں پر عمل کرنے کا موقع ہو تو گفتگو کیسے کریں؟ اس تحریر میں اسی سوال کا جواب دیا گیا ہے۔

کسی شہر یا بڑے شہر کی کالونی، محلوں، علاقوں وغیرہ میں مناسب تو یہ ہو گا کہ اسکو لوں رکا لجڑ، آفسوں اور دکانوں میں ملاقاتات کے لیے مستقل دو تین افراد پر مشتمل وفد بنالیں۔ ان کے لیے کام کا دائرہ بھی مختص کر دیں۔ وفد کی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ برادران وطن اس طرح کی ملاقاتوں اور کوششوں کو بالعوم پسند کرتے ہیں۔ ملاقاتات کے لیے جاتے ہوئے مختصر کتابچہ اور فولڈر اپنے ساتھ ضرور رکھیں۔ موقع کی مناسبت سے پھل یا مٹھائی کا تحفہ بھی لے جاسکتے ہیں۔

## گفتگو کے آداب

اس کام میں آپ کے لیے دعا بہت بڑا سہارا ہے۔ کارِ دعوت انجام دیتے ہوئے، یہ •

### دعوت کے پروگرام اور طریقے

- سنت رسول ہے اور اس کے ذریعہ خدا کی نصرت آپ کے شامل حال ہو سکتی ہے۔
- وطنی بھائیوں سے ملاقات کے لیے نکلتے ہوئے۔ آپ اس یقین کے ساتھ جائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے، وہ آپ کو دیکھ رہا ہے اور وہ ہر چیز کو سنتا بھی ہے۔ اللہ پر پورے یقین اور خود اعتمادی کے ساتھ جائیں۔
- اس کام کو اللہ کی رضا، خوشنودی اور اجر آخرت کے حصول کے جذبے سے انجام دیں۔
- نیت وارادے کی پاکیزگی اور اخلاص و للہیت ضروری ہے۔
- دعوت دیتے ہوئے آپ کی آخری ذمہ داری دین کی جمعت پوری کرنا اور مسلسل ملاقاتوں کے نتیجے میں موقع محل کی مناسبت سے قبول حق کے لیے کہنا اور دعا کرنا ہے۔
- احساس برتری یا احساس کمتری اور مخاطب کو حقیر و کمزور سمجھنے کے غلط احساسات سے بچیں، انھیں اپنا بھائی سمجھیں۔ ان کے لیے محبت و شفقت اور ہمدردی کے جذبات ہوں۔
- جھچک اور مرغوبیت سے بچیں۔
- ملاقات کے لیے ممکن ہو تو پہلے سے فون کر کے وقت مقرر کر لیں۔ مہم یا کسی پروگرام کی دعوت دینے جائیں تو ملتے ہی دعوت پیش نہ کریں بلکہ اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کرائیں، ان کا تعارف حاصل کریں۔ گفتگو کا آغاز و فنا ذمہ دار کرے۔ ممبران وفد میں سے کسی کو کوئی بات کہنی ہو تو وہ کہیں، مگر گفتگو مختصر ہونی چاہیے۔
- مخاطب کی بات کو توجہ سے سنبھالیں میں ان کی بات نہ کاٹیں، ہمیشہ پوری بات سننی چاہیے، اختلاف رائے پر اصرار اور استعمال سے بچیں۔
- ملاقات کے موقع پر گھر کی خواتین یا بچے آجائیں تو ان کا استقبال کریں۔ خوشی کے جذبے سے نام پوچھیں، پھر اپنی گفتگو جاری رکھیں۔
- گفتگو کرنا مشکل نہیں ہے۔ آغاز میں کیا کہیں؟ یہ بعض افراد کے لیے ایک مسئلہ ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ پہلی ملاقات میں حالات حاضرہ پر گفتگو کریں یا کسی واقعہ پر گفتگو کریں لیکن اسی گفتگو میں مشغول ہو کرنے رہ جائیں۔ اپنے اصل مقصد دعوت کو نہ بھولیں۔ اپنی آمد کو مفید بنائیں کہ باہم ایک دوسرے سے قربی واقفیت ضروری ہے۔ آج کی مشین زندگی میں ہم ایک

دوسرے سے الگ تھلگ نہ رہیں۔ آپ یہ بھی بتاسکتے ہیں کہ ملاقات کا دوسرا مقصد اسلام کا صحیح تعارف کرنا اور غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے۔ آپسی تعلق، بھائی چارہ اور امن و محبت کو پھیلانا بھی ہے۔ حالات حاضرہ یا کسی خاص سماجی برائی پر گفتگو کے آخر میں انہیں سمجھائیں کہ اللہ پر ایمان اور آخرت میں اعمال کی باز پرس کا لیقین انسان کو برا نیوں سے روکتا ہے۔ محض تعلیم، قانون، عدالت اور پولیس انسانوں کو انسان نہیں بناسکتی ہے۔

دوران گفتگو موقع ہو تو شرک، اوتار و اور آواگمن وغیرہ پر اظہار خیال کر سکتے ہیں۔ انداز طنز تضمیک کا نہ ہو بلکہ داعیانہ درود سوز، حکمت اور دلائل کے ساتھ گفتگو کریں۔ علمی دلیل کے طور پر اسلام سے قبل عرب کی سماجی اور عام حالت کو پیش کر کے بتاسکتے ہیں کہ اللہ پر ایمان اور آخرت پر لیقین کے نتیجے میں کس طرح ایک ایک فرد، خاندان اور سماج میں مکمل تبدیلی آئی۔ آخرت کی بات کریں تو عذاب جہنم کا تذکرہ ضرور کریں۔

گفتگو کو تکرار اور بحث و مباحثہ میں تبدیل نہ ہونے دیں۔ اگر محسوس کریں کہ مخاطب بات سمجھنے کے بجائے تکرار کرنا چاہتا ہے تو نرمی اور شرافت سے ختم کر دیں۔ مختصر واقعات سنائیں اپنی بات کو موثر بنایا جاسکتا ہے۔ برادران وطن و اتعات سے متاثر ہوتے ہیں۔

### خاتمه

مخاطب کا رد عمل بہت اہمیت رکھتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ وہ خاموشی اور دل پھیسی سے باتوں کو سنتا ہے یا کوئی منفی بات کر کے مشتعل کرتا ہے یا ناراض ہوتا ہے۔ آپ کا عمومی طرز عمل ایسا ہو کہ آئندہ ملنے اور بات چیت کے لیے دروازہ کھلا رہے۔

مخاطب اگر کسی مسئلہ پر گفتگو کرے، مثلاً دہشت گردی یا وحدت ادیان وغیرہ پر ایسے موقع پر اسلام کے اصولی موقف پر آپ کی نظر ہونی چاہیے، تاکہ اچھی طرح وضاحت کر سکیں۔ اس کے لیے کچھ علمی تیاری کریں۔

آخر میں وقت دینے پر مخاطب کا شکریہ ادا کریں۔ پہنچ فون نمبر ای میل ایڈریس کا تبادلہ کریں۔ اس پہلی ملاقات کے بعد آئندہ مزید ملاقاتوں اور روابط کے سلسلے میں آپ اپنا پروگرام طے کریں۔

---

جناب محمد اقبال ملّا (پ: ۱۹۲۹ء) کا تعلق شہر گدگ، ریاست کرناٹک سے ہے۔ انھوں نے سائنس سے گریجویشن کے بعد اردو ادب سے پوسٹ گریجویشن کیا۔ زمانہ طالب علمی سے ہی وہ جماعتِ اسلامی ہند سے وابستہ ہو گئے تھے۔ انھوں نے مختلف ذمہ داریاں انجام دیں: ۱۹۸۳-۸۵ء میں حلقة کرناٹک و گوا کے صدر ایں آئیں اور، پھر جماعتِ اسلامی ہند کے معاون امیر حلقة اور بعد میں ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۳ء سے مرکزِ جماعت میں سکریٹری شعبہ دعوت کی حیثیت سے فرائضِ انجام دے رہے ہیں۔

جناب اقبال ملّا تحریر و تصنیف کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔ ان کے قلم سے دعوتی موضوعات پر متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مثلاً: دعوتی کاموں کے لیے خطوط کار، جذبہ دعوت کی آبیاری کیوں اور کیسے؟، وحدتِ ادیان کی حقیقت، پیغامِ حق کی ترسیل، محروم و مظلوم طبقات اور مسلمان، قرآن مجید ہر انسان کے لیے رہنمای کتاب، حق کی تلاش اور آدمی باسی سماج اور مسلمان، برادران وطن سے روابط کی اہمیت، دعوت دین اور اسلام کی امتیازی خصوصیات،۔

یہ مصنف کی تازہ کتاب ہے۔ فریضہ دعوت دین کی قرآن مجید، احادیث رسول اور اسوہ رسول و اسوہ صحابہؓ کی روشنی میں اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی ہے۔ حالاتِ حاضرہ میں مسائل کے حل اور ثابت تبدیلی دعوت دین کا کیا رول ہے اس اہم پہلو کو واضح کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر امید کی جاسکتی ہے کہ کتاب کے مطالعے سے فریضہ دعوت کی اہمیت کے ساتھ عملی طور پر اس کی ادائیگی کے لیے جذبہ پیدا ہو گا۔